عائشہ سحر مرتضیٰ

مکمل ناول

اک بار کہو تم میری ہو

"تم اتنا بن سنور کیوں رہی ہو؟ مجھے تمہارا بناؤ سنگھار کرنا ایک آنکھ نہیں بھاتا.....!" ایک پل کے لیے تو نازش کے بال بناتے ہوئے ہاتھ تھم سے گئے۔

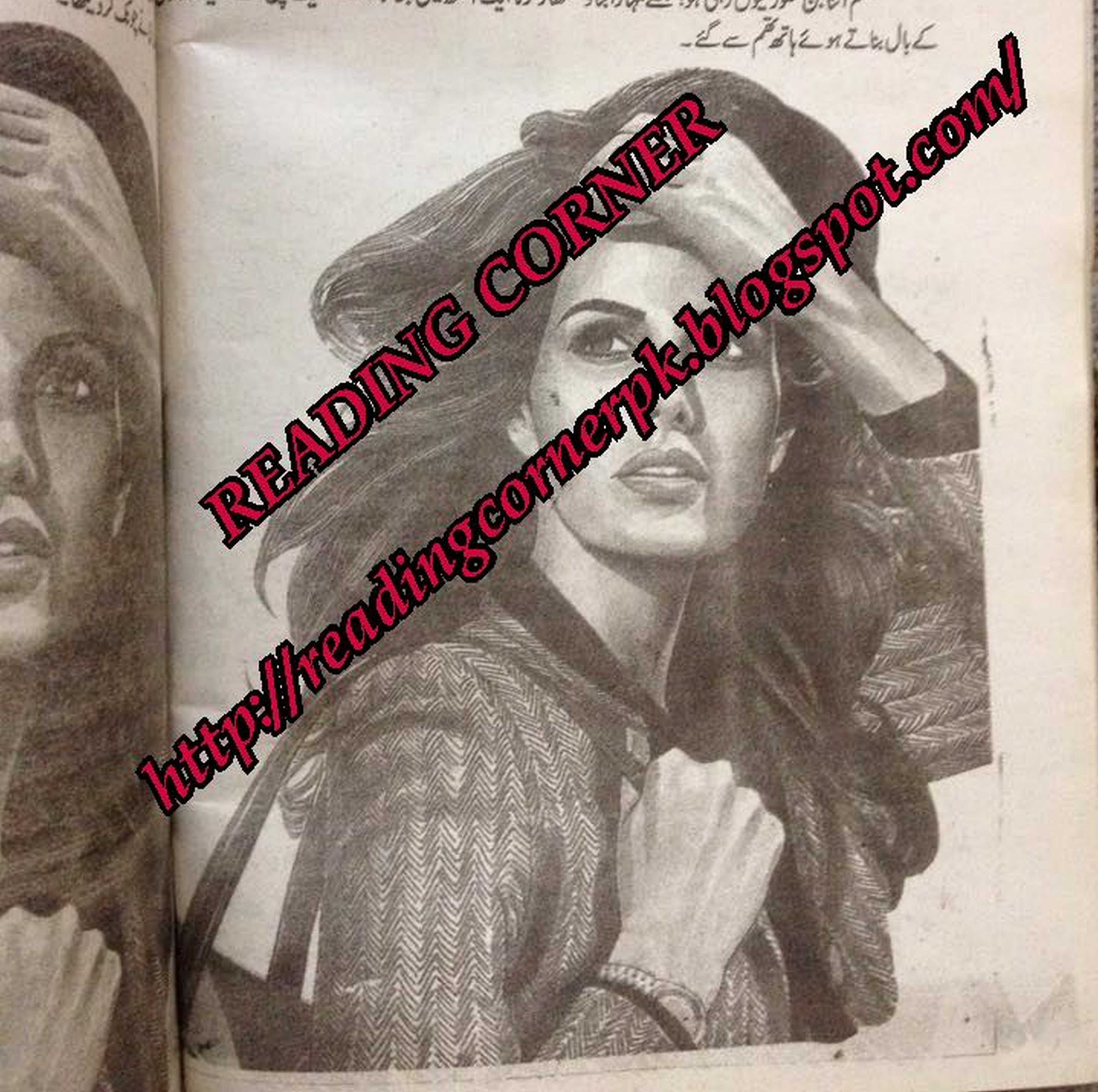

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

"تم کون سی سہاگن ہو ابھی وقت ہی کتنا ہوا ہے نبیل کو فوت ہوئے.....!" عالیہ بیگم آج کے دور کی ساس تھیں۔ انہیں یہ بھی پتا نہ چل سکا ان کے یہ الفاظ کس قدر گہرے گھاؤ کا کام کر رہے تھے پل بھر کے لیے تو نازش کا وجود سن ہی رہ گیا ان کا لہجہ بہت زیادہ سخت نہیں تھا مگر انداز میں کچھ ایسا تھا جو اسے شرمندہ کر گیا۔

وہ بیوہ تھی!

نو بیاہتا بیوی..... ابھی دن ہی کتنے ہوئے تھے اس کی اور نبیل کی شادی کو جو بیوگی کا ماتمی لباس اسے پہننا پڑا تھا۔ وہ بیوہ تھی اس بات کا احساس اسے کب سکون سے رہنے دیتا تھا صالحہ بیگم کو نبیل کی موت کے بعد نازش کا بننا سنورنا نہ جانے کیوں برا لگتا تھا حالانکہ عام طور پر ان کا رویہ اتنا برا تو ہرگز نہیں تھا پھر وہ فرصت میں ملتی ہی کب تھیں۔

"کیا بیوہ کو جینے کا حق نہیں.....؟ کونسی جگہ پر لکھا ہے کہ بیوہ ماتمی لباس کے علاوہ کوئی لباس نہیں پہن سکتی' اپنی مرضی سے اٹھ بیٹھ نہیں سکتی بن سنور نہیں سکتی۔" ابھی نازش صالحہ بیگم کی باتوں میں کھوئی ہوئی تھی کے پیچھے سے آتی عمیر کی آواز پر دونوں ہی نے چونک کر دیکھا۔

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

کم ہر معاملے میں بولنا اپنا فرض سمجھتے ہو، چپ رہا کرو وہ دیکھو تمہارے بڑے بھائی صاحب کے بیٹھی تھیں۔

"مجھے بہت بھوک لگی ہے مما! کچھ کھانے کو دیں۔" وہ اس تلخ ماحول کو بدلنا چاہتا تھا سامنے وہ موٹی اور نازک سی لڑکی جو اس کی بھابھی کے درجے پر فائز تھی، شرمندہ کھڑی تھی۔

"آپ تو تیار ہو جائیں....." عمیر نے نازش سے کہا۔

"نہیں! ایسا کرو تم عمیر کے لیے کھانا گرم کرو..... یہ کام زیادہ ضروری ہے۔" صالحہ بیگم کے کہنے پر وہ چپ چاپ کچن کی جانب بڑھی۔

"مما! آپ نازش کے ساتھ ایسا کیوں کرتی ہیں؟"

"وہ میرے نبیل کی بیوہ ہے میں نہیں چاہتی کہ وہ نبیل کے غم کو دل سے نکال دے۔"

"واٹ.....؟"

وہ بہت حیرانی سے ماں کے سامنے کھڑا ان کی عجیب و غریب منطق سن کر پریشان ہی تو ہو گیا پھر اگلے ہی پل میں وہ کچن میں تھا۔

"کیا لو گے تم، چائے بناؤں تمہارے لیے؟ آج بریانی بنائی تھی میں نے، کھا کر بتانا تو کیسی بنی ہے۔"

"کہا تھا میں نے، چپ چاپ کھڑی مما کی باتیں نہ سنا کرو انہیں یہ احساس دلاؤ کہ وہ غلط ہیں۔" وہ سامنے کھڑا تھا، کچھ فاصلے پر اور نازش کے بہتے ہوئے اشکوں کو دیکھ کر بہت تکلیف سے گزر رہا تھا۔

"میں بیوہ ہوں عمیر! میری کیا مجال کہ میں اس بات پر ان سے بحث کروں وہ ٹھیک ہی کہتی ہیں۔" آنسو بے اختیار ہی بہہ نکلے تھے کچھ بھی بات کرنے سے پہلے اس کے آنسو بہنے لگا کرتے تھے۔

عمیر نے اس کی بھیگی پلکیں دیکھ کر غصے سے کچھ کہنا چاہا تھا تبھی انا وہ کچن میں آئی تو بات بیچ ہی میں ادھوری رہ گئی تھی۔

"ارے بھابھی! آپ ابھی تک تیار نہیں ہوئیں میں مہندی کا فنکشن شروع ہو جائے گا۔" دھپ دھپ کرتی ہوئی انا وہ خوبصورت سا لباس زیب تن کیے ہوئے میک اپ کے ساتھ آن موجود ہوئی تھی۔

"بھابھی! آپ، بھائی کے لیے کھانا گرم کر رہی ہیں بھائی کم آن، میری فرینڈ کی مہندی کا فنکشن ہے ہمیں دیر ہو رہی ہے خود ہی گرم کر کے کھا لیں نا پلیز۔"

"یہ نہیں جائے گی..... مجھے بھوک لگی ہے انا!" اکمال بے نیازی سے عمیر نے کہا تھا۔

"پلیز! آپ خود ہی کھانا نوش کریں، بھابھی کو میرے ساتھ جانا ہے۔" نازش کا ہاتھ پکڑے انا کمرے کی جانب بڑھی اور عمیر اسے جاتا دیکھتا رہا۔

"میں پھولوں کی خوشبو چھن جانے پر افسردہ ہوں اس بات پر افسردہ ہوں کہ کلی بن کھلے ہی مرجھانے لگی ہے۔ کب سمندروں کی لہریں گہرے تلاطم میں سمندر کا سینہ چیر کر باہر نکلنے کی کوشش نہیں کرتیں؟ کب ایسا ہوا کہ بھنورے وقعت نہ ہوئے ہوں؟ اسی لیے تو میں نے سمجھوتا نہیں کرنا چاہا، وہ مجھے خود سے بھی زیادہ عزیز ہے وہ یہ سمجھتی ہے کہ میں اسے زیر کرنے کی غرض سے اس پر ترس کھا کر شادی کرنے کا خواہاں ہوں اسے اپنانا، وہ اسے میری ہمدردی سمجھتی ہے مگر وہ کتنی نادان ہے وہ نہیں جانتی کہ زندگی کو کیسے جیا جاتا ہے، اور مما..... ان کے پاس ہائی اسٹیٹس ہے کلب جانا پسندیدہ مشغلہ وہاں وہ خود کو بہت اچھی طرح سے مصروف رکھ سکتی ہیں ویسے تو مما بہت نائس ہیں، مگر نازش کے معاملے میں..... نبیل بھائی نے اپنی پسند سے نازش کو چنا۔" اس جیسی معصوم و پاکیزہ کلی قسمت والے کا ہی مقدر بنتی ہے یہ میں نے نازش کو پہلی بار دیکھ کر سوچا

تھا بھائی کے ساتھ وہ بہت اچھی لگ رہی تھی مگر بھائی کی ہنستی بستی زندگی شروع ہونے سے پہلے ہی اجڑ گئی بھائی شادی کے اگلے ماہ ہی کار ایکسیڈنٹ میں دار فانی سے رخصت ہو گئے وہ کیا گئے اس گھر کی ساری خوشیاں ہی اجڑ گئیں اور وہ معصوم ..... وہ مما کے طنز کا نشانہ بن گئی مما نے تو بھائی کی موت کا ذمے دار اس معصوم کو ٹھہرا رکھا تھا۔

ابھی کچھ دیر پہلے میں آفس سے بہت خوش خوش گھر آیا تھا مجھے بہت بڑا اینڈر ملا تھا میں اپنے کمرے کی جانب بڑھتا بڑھتا رک گیا بلاشبہ مما کی آواز نے مجھے رکنے پر مجبور کیا تھا وہ اسے جو کہہ رہی تھیں، مجھ سے رہا نہیں گیا میں نے دھیمے لہجے کو چبھتے وکھلتے ہوئے مما سے کہا کہ کیا بیوہ کو جینے کا حق بھی نہیں اور جب مما نے میرے بھوکے ہونے کا سنا، تو اسے کچن میں بھیج دیا ..... مجھے اس کے آنسو بہت تکلیف دے رہے تھے۔

"میں کیا کروں ..... ؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا ایک طرف اس کا دکھ ہے دوسری طرف مما کا انداز۔"

یہ نہیں تھا کہ مما دل کی بری تھیں، بس وہ نہیں چاہتی تھیں کہ نازش کھلا کپڑے پہنے خوش ہو یا ہنسے وہ نچل بھائی کی بیوہ ہونے کے ناطے اس نہیں سکتی تھی، بھلا نہیں سکتی تھی یہ کیسی دنیا داری تھی؟ کیسی مجبوری تھی۔

"میں تمہارا دکھ سمیٹنا چاہتا ہوں، کسی بھی سمجھوتے اور ہمدردی کے بغیر تمہیں وہ ہر خوشی دینا چاہتا ہوں جو نچل بھائی تمہیں نہ دے سکے، سچ کہوں تو میں تمہیں دنیا سے چرا لینا چاہتا ہوں۔" کھڑکی سے چودھویں کے چاند کو دیکھتے ہوئے عمیر مما نی بہت سے نئے اعتراف کر رہا تھا بہت سی الجھنوں کو سلجھانے کا متمنی چاند اور گرد اپنی ضیاء کو یوں بکھیر رہا تھا جیسے روشنی کا دھیرا دل ابھار ہو۔ ان کا پر سکون سا ماحول اداسی کا گہرا سکوت لئے بہت اچھا لگ رہا تھا۔

فضا میں خنکی کیسے نہ ہوتی ..... سردیوں کے اوائل میں تو ہلکی ہلکی سی خنک چاشنی فضا میں رس گھولتی ہی ہے ساکت نگاہیں وسیع العریض صحن پر جمائے، کسی وہ چاند کی طرف دیکھتا، سوچوں میں مگن تھا۔ مما اپنے کمرے میں جا کر سو چکی تھیں، انہیں بھی مہندی کے فنکشن سے آنے کے بعد اپنے کمرے میں جا چکی تھی اور وہ ..... وہ مضطرب الحال تھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آتی نازش! کہ مجھے تمہاری اتنی فکر کیوں ہے؟" دھیرے سے جیسے بے بسی میں سوال کیا تھا۔ شاید کوئی پیارا سا جذبہ عمیر مما نی کے رگ و پے میں سرایت کر چکا تھا یا کوئی انجانی سی دلکش مہک وجود میں اتر گئی تھی۔ کچھ تو تھا جو مد مقابل کو زیر کرنے کی خواہش رکھتا تھا وہ اسے اپنے حالات کے تابع کرنا چاہتا تھا، آج کئی دنوں بعد نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی کھڑکی بند کر کے وہ چائے پینے کی غرض سے کچن کی جانب بڑھا ابھی کچن کا دروازہ کھولا ہی تھا کہ وہ سامنے بیٹھی اشک بہاتی نظر آئی۔

ہاں! کچھ خواہشیں بن چاہے پوری ہو جایا کرتی ہیں رائٹ پنک کلر کے سادہ سے سوٹ میں بالوں کی چوٹی بنائے دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپائے وہ نیر بہانے میں مگن تھی۔

"رو کیوں رہی ہو؟" عمیر چلتا ہوا سر پر کھڑا ہوتے ہوئے بولا نازش نے اس کی آواز پر چونک کر سر اٹھایا سرخ آنکھوں کے ساتھ وہ عمیر کو اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی گھنی ثم دار پلکیں اور مدھر سا سکوت، آتش جیسا سراپا عمیر نے یکدم ہی نگاہوں کا رخ پھیر لیا، مبادا کوئی گستاخی نہ سرزد ہو جائے اس کی بات پر نازش یکدم سے کھڑی ہو گئی۔

"اب ان آنسوؤں پر تمہارا حق نہیں ہے یہ آنسو بھی میرے ہیں، اور انہیں ضائع کرنے والا بھی ....." نازش نے اس کی بات پر کوئی نوٹس نہ لیا یونہی کھڑی رہی، غیر متوجہ سی بے ضرر سی خاموشی اوڑھے۔

"مجھے چائے بنا دو سر میں بہت درد ہو رہا ہے۔" عمیر نے چند ثانیے اسے خاموش دیکھ کر فرمائش کر ڈالی۔

"مجھے نیند آ رہی ہے میں سونے جا رہی ہوں"۔

"میں تمہیں سونے کب دوں گا؟"

"کونسی نیند کی بات کر رہی ہو جو مجھے دیکھنے کے بعد آ جاتی ہے۔" عمیر نے دھیرے سے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا نازش اس انداز تکلم پر ششدر رہی تو تھی۔

وہ آجکل ایسا ہی بیہو کرنے لگا تھا کہ نازش جان بوجھ کر اس کے سامنے آنے سے گریز پا تھی اگر سامنے ہوتی بھی تو سر جھکائے اپنے کام میں مگن رہتی نازش نے عمیر کی بات پر محض اسے دیکھا، ایک لمبے چوڑے مرد سے وہ کیا کہتی بحث بھی کس طرح کرتی کہ وہ بہت مضبوط نہ تھی بہت طاقتور نہ تھی۔

"مان لو..... مان لو اگر تم تنہا نہیں ہو سوچو، اس بارے میں کہ میں تمہیں صدق دل سے اپنانا چاہتا ہوں اپنے دل میں جو مقام تم نے مجھے دیا ہے اسے تھوڑا اور بڑھا لو" اس نے چل کر قریب آتے ہوئے کہا تو اس کی جان ہوا ہو گئی وہ تیزی سے سرک کر سائیڈ پر ہو گئی یہ دیوانگی یہ شعلہ محبت چھلکتی آنکھیں..... اسے اپنے دل میں اترتی محسوس ضرور ہوئی تھیں۔

مگر نازش وہ لڑکی تو نہ تھی، جو ان جذبات سے سرکتے ہوئے پل میں بہہ جاتی اس کی بے وقوفی پر اپنا ہاتھ تھما کر کہتی۔

"ہاں میں بھی تم سے بہت محبت کرتی ہوں چلو کہیں بہت دور چلتے ہیں جہاں محبتوں کی پر فضا وادی ہو" وہ اپنی حیثیت اور مقام سے بخوبی آگاہ تھی جو عمیر کر رہا تھا نازش اسے محض بے وقوفی ہی خیال کرتی تھی اسی لیے اس کی بات کا جواب دیے بغیر جانے لگی کہ عمیر راستے میں ایستادہ ہو گیا۔

"میں اپنی پاکیزہ محبت کو داغ دار نہیں کرنا چاہتا نازش! نہ ہی کر سکتا ہوں تم میرے وجود کے اس حصے پر قبضہ کر گئی ہو، جو مجھے بے حد عزیز تھا اب حساب تو لینا ہو گا اپنے دل کا۔

نہ تو تم مین اتنی ہو اور نہ ہی میں، واقف تو تم بھی ہو حالات سے تمہیں اس طرح سے سسکتا ہوا نہیں دیکھ سکتا اسی لیے صرف اسی لیے چاہتا ہوں کہ تم میری پناہ میں آ جاؤ مجھے رفاقتوں کے نئے سفر سے آشنا کر دو۔"

"شٹ اپ عمیر! تمہاری سے شٹ اپ" اس کی دھیرے دھیرے سے [illegible] اس انڈیلتی باتیں، نازش کو چیخنے پر مجبور کر گئیں۔

"مجھے جینا ہے عمیر! اس گھر کے علاوہ میرا کوئی آسرا نہیں ماں باپ تو بچپن میں ہی ساتھ چھوڑ گئے نبیل کے علاوہ میں کسی اور کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی تم کیوں بھول جاتے ہو میں نبیل کی بیوہ ہوں تمہاری بھابھی، کیوں اس بات کو فراموش کر جاتے ہو؟" وہ منہ پر ہاتھ رکھے رو رہی تھی اور عمیر کو اس پل اس کا رونا بے حد برا لگا..... وہ نہ جانے کیا بھی تھی اس کی باتوں کو خود کو سرزنش کرتا ہوا اس کا ہاتھ دھیرے سے اپنے ہاتھ میں تھامنے لگا کہ نازش نے جھٹکے سے اس کوشش کو ناکام بنایا۔

"کیا غلط کیا میں نے تمہیں میں اپنی عزت بنانا چاہتا ہوں کہاں لکھا ہے ایک بیوہ دوبارہ سے اپنی زندگی کا آغاز نہیں کر سکتی تم خود پر ظلم کر کے ٹھیک نہیں کر رہی ہو میں مما کو منا لوں گا پلیز نازش تم ایک بار بس ایک بار ہاں کر دو۔" عمیر نے بہت جذب سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا نازش مزید وہاں نہ رک سکی تھی تقریباً بھاگتی ہوئی وہاں سے نکلی تھی اور عمیر خود کو گہرے پاتال میں گرتا محسوس کر رہا تھا چائے پینے کا ارادہ ترک کرتے وہ الجھتا ہوا وہیں کرسی پر بیٹھ گیا اس پل رات کے 12 بجنے کو آئے تھے خود کو کرسی کی پشت سے لگا کر وہ سوچتا چلا گیا۔

☆.....☆.....☆

صالحہ بیگم غریب ماں باپ کی بیٹی تھیں مگر اظہر حمدانی صاحب سے انہوں نے پسند کی شادی کی ماں، باپ کو بھی راضی ہونے میں بہت وقت لگا تھا۔

اظہر حمدانی اپنی پسند پا کر بہت خوش تھے خوش تو صالحہ بیگم بھی تھیں۔ اظہر حمدانی جیسا بزنس مین، بڑا سا بنگلہ، گاڑی،

"دو کپ چائے بنا دو، اور ساتھ میں کچھ نمکین بھی دے دینا مہمان آئے ہیں"۔ عمیر اس کے سر پر جا کھڑا ہوا۔
"ویسے بھائی! آپ نے بھابھی کو کام کرنے والی مائی بھی رکھا ہے آپ اپنی سہولت کے لئے کوئی اور انتظام کر ہی لیں"۔ اماں نے وہیں سے بیٹھے ہوئے "گل فشانی کی"۔
"تم تو ذرا بولنے سے پرہیز ہی کیا کرو..... زنگ آلود زبان سے انگارے چباتی ہو وہ بھی میرے خلاف"۔ عمیر نے دوبدو جواب دیا۔
"ویسے یار میں تمہارے آئیڈیے سے صد فیصد اتفاق کرتی ہوں بس وہ مان جائے پھر....." عمیر نے اماں کی جانب دیکھتے ہوئے ذومعنی لہجہ اختیار کیا وہ کرسی سے اچھل کھڑی ہوئی۔
"کون ہے وہ بدنصیب بھائی"۔ وہ دندناتی ہوئی کچن میں آ گئی۔
"اس سے پوچھ کر بتاؤں گا"۔ عمیر مسکراتا ہوا ایک تیز نگاہ چائے بناتی نازش پر ڈالتا کچن سے نکل گیا اس کے جانے سے جیسے نازش کی جان میں جان آئی تھی کھنچا ہوا سانس باہر نکالا۔
"یہ بھائی بھی نا..... پسند بھی کر لی بتایا بھی نہیں..... ویسے آپ کو کچھ پتا ہے بھابھی؟" وہ نفی میں سر ہلا گئی۔
"اچھا چھوڑیں اس بات کو آپ جلدی سے فارغ ہو جائیں پھر ہم دونوں چیٹنگ کریں گے۔ میں آپ کو بہت سے سسپنس بتاؤں گی"۔
"اوکے"۔ نازش کے رخسار پر بوسہ دیتی وہ کچن سے باہر نکل گئی۔
"یہ لڑکا بھی نا میری سمجھ سے باہر ہے کتنے دنوں بعد دوست آئے ہیں محض چائے پر ہی ٹرخائے گا سنو سینڈوچ بنا لینا اسے ذرا عقل نہیں، مگر تم تو جانتی ہو مہمانوں کو کیسے ٹریٹ کیا جاتا ہے اور ہاں یہ سب چیزیں لے کر خود مت چلی جانا"۔ صالحہ بیگم ساڑھی کا پلو سنبھالتی ہوئی آئیں، حکم صادر کیا اور پھر کچن سے ہی نکل گئیں وہ چپ چاپ سینڈوچ بنانے لگی کچن اور کیچپ وغیرہ کچن میں موجود تھا جب سب تیار ہو گیا تو عمیر سے کہہ دیا وہ خود ہی آ کر لے گیا۔
"میرے کپڑے پریس نہیں ہیں مما! مجھے آفس جانا ہے صبح اور ثریا کہاں ہے بلائیے اسے کوارٹر سے..... بہت ریسٹ کر لیا"۔ لاؤنج میں آ کر وہ بہت غصے و تنفر بھرے انداز سے بولا..... صالحہ بیگم جو اپنا پسندیدہ پروگرام دیکھنے میں مگن تھیں چونک گئیں۔
"کوئی ایک بھی چیز میرے کمرے میں سلیقے سے نہیں رکھی ہوئی..... میرے کپڑے، شوز، ٹائیاں، بیلٹس، اب کیا صفائی بھی میں ہی کیا کروں"۔ زبان انگارے چبانے لگی۔
"کیوں نازش کے ہوتے ہوئے تمہیں یہ سب کرنے کی کیا ضرورت ہے"۔ تب انہوں نے نازش کو آواز دی۔
عمیر حمدانی کے چہرے پر خوشی بکھر بکھری گئی ادھ موئے جذبات نکھرنے لگے تھے مگر وہ اس پل بہت تھک گئی تھی۔
مما اسے صرف اس کے کام کے لیے کیوں نہیں کہتیں وہ بھی تو یہی چاہتا تھا، اپنا ہر کام اس کے ہاتھوں سے کروائے اسی لیے تو بہت خاص حق دینا چاہتا تھا اسے۔
ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ تھکی تھکی سی نازش اپنے گرد شال لپیٹے آتی دکھائی دی اور اس کی موہنی صورت دیکھتے ہی بہت سا سکون عمیر حمدانی کے رگ و پے میں سرایت کرنے لگا تب وہ اس کے آتے ہی چہرے کا رخ موڑ گیا۔
"میں نے تمہیں اس گھر میں رکھا ہے کیونکہ تم میرے نبیل کی بیوہ ہو اس گھر کی کچھ ذمے داری عائد ہوتی ہے تم پر"۔
"جی!" سر جھکائے ہوئے فرمانبرداری کا یہ ثبوت عمیر حمدانی کو کچھ خاص نہیں بھایا۔
"عمیر کے کپڑے پریس کر دو جوتے بھی پالش کر دینا پتا نہیں کل ثریا آئے یا نہ آئے"۔ یہ کہہ کر وہ اپنی نائٹ ٹی

سب کچھ تھا مگر ماں باپ کا پیار اب نہیں رہا تھا اور صالحہ بیگم کو اس چیز کی پروا تھی ہی کب۔

جب انہوں نے نبیل کو جنم دیا حمدانی ہاؤس کی خوشیاں دوبالا ہو گئیں وہ نبیل کے ساتھ اپنی دنیا میں مگن تھیں اظہر حمدانی بھی بہت خوش تھے ان کا بزنس بھی بہت وسیع رقبے پر پھیلا ہوا تھا تب عمیر اور اس کے دو سال بعد اناہ نے جنم لیا۔ صالحہ بیگم کی زندگی تینوں بچوں سے اور بھی زیادہ مصروف ہو گئی۔

ان کی چھوٹی سی دنیا میں ڈھیروں خوشیاں تھیں، صالحہ بیگم کے امی ابو ایک آدھ بار ملنے کے لئے آئے تھے ویسے صالحہ بیگم ان سے خود ملنے کے لیے چلی جایا کرتی تھیں ماں کے انتقال پر وہ بہت ٹوٹ سی گئیں تھی کہ ماں کا منہ دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوا۔

کیونکہ ان دنوں وہ سب لوگ سوات اور کلات وغیرہ کی سیر کے لئے گئے ہوئے تھے اسی طرح زندگی کی ڈور ہاتھ سے پھسلتی رہی وقت دھیرے دھیرے آگے بڑھتا رہا۔

نبیل نے میڈیکل فیلڈ جوائن کر لی عمیر نے ایم بی اے کی لائن اختیار کر لی جب کہ اناہ نے بی اے کو ترجیح دی۔

تب نبیل نے نازش کو ہاسپٹل میں پہلی بار دیکھا بہت ہی بے بس و مجبور لڑکی وہ اپنے ماموں کے ساتھ وہاں کسی عزیز کی عیادت کرنے آئی تھی نبیل نے اپنی پسند ممانا کو بتا دی ممانا نازش سے شادی کرنے کے خلاف تھیں، ان کی خواہش تھی کہ وہ اپنے اسٹیٹس کی لڑکی سے شادی کرے جو بہت زیادہ ماڈ اور پڑھی لکھی ہو مگر انہیں نبیل کی پسند کے آگے ہارنا پڑی۔ حالانکہ نازش بھی ایم اے اکنامکس تھی مگر صالحہ بیگم کی خواہش، اس کا کیا؟؟؟

نبیل کا دوست اور جنٹ نازش کے ماموں کو بہت اچھی طرح سے جانتا تھا تب اسی کے توسط سے نازش نبیل حمدانی کے نام کی مہندی لگا کے حمدانی ہاؤس میں آ گئی اظہر حمدانی کو بیٹے کی پسند پر فخر تھا اناہ کو بھی ایسی ہی بھابھی چاہیے تھی۔

مگر عمیر..... وہ کیا سوچتا تھا؟ نبیل کے ساتھ نازش کی جوڑی بلاشبہ بہت خوبصورت تھی وہ بھی اسے بھابھی کی حیثیت سے عزت دیتا مگر ایک ماہ بعد اس چاند سورج کی جوڑی کو بری طرح سے نظر لگی نبیل کی موت نے حمدانی ہاؤس کے در و دیوار کو ہلا کر رکھ دیا۔

صالحہ بیگم سنبھلنے ہی نہ پائیں اور وہ..... اسے بھی تو عدت میں بیٹھنا پڑا اس کا سب سے خوبصورت رشتہ جو چھن گیا تھا اظہر حمدانی بمشکل ہی صالحہ کو سمجھا بجھا کر زندگی کی طرف لانے میں کامیاب ہوئے، وہ نبیل کی موت کا قصوروار اسے سمجھتی تھیں اکثر غصے میں وہ نازش پر آ کر ہاتھ اٹھا لیتیں، کبھی گھر سے نکل جانے کو کہتیں، پھر عمیر اور اناہ نے ماں کو حوصلہ دیا، سہارا دیا۔ وقت زخموں کی بو چھاڑ کرتا ہے پھر خود ہی زخم مندمل کرنے میں چارہ گر ثابت ہوتا ہے اب بھی ایسا ہی ہوا تھا۔

آہستہ آہستہ زندگی معمول کی طرف آتی چلی گئی سب خود کو مصروف کر چکے تھے مگر وہ کیا کرتی، محض آنسو بہانے کے اور رونے کے۔ اظہر حمدانی اور عمیر کے بہت کہنے پر ہی وہ اس گھر میں تھی ورنہ صالحہ بیگم تو اسے کب کا نکال چکی ہوتیں اور اب اس قدر حالات بدل گئے تھے کہ نازش اس گھر کے لیے لازم و ملزوم ہو گئی تھی۔

عمیر کے لیے اس کے دل میں کچھ بھی نہ تھا مگر عمیر..... وہ بہت بدل گیا تھا کبھی اس کے سارے دکھ اپنے دامن میں سمیٹنے کی باتیں کرتا، کبھی اسے پورے زمانے سے چرانے کی خواہش ظاہر کرتا جب وار کی تھی، جو کچھ بھی تھا نازش ہر چیز، ہر احساس سے بے نیاز اپنے آپ میں مگن تھی۔

اظہر حمدانی ان دنوں بزنس ٹور پر گئے ہوئے تھے دو دن بعد ہی انہیں لوٹنا تھا اور اب کی بار عمیر حمدانی نے بابا سے بات کرنے کا مکمل پلان بنا لیا تھا۔ نازش کچن میں رات کے کھانے کی تیاریاں کرنے میں مگن تھی اناہ ڈائننگ ٹیبل پر براجمان اس سے باتیں کرنے میں مگن تھی۔ تب ہی عمیر کچن میں چلا آیا۔

بنانے کے لیے کچن کی جانب بڑھ گئیں نازش کچھ پل بکھری ہوئی سانسوں کو بحال کرنے لگی۔

"کچھ لوگ کتنے خوش نصیب ہوتے ہیں عمیر! انہیں اپنا گھر ملتا ہے، عزت اور مقام ملتا ہے پیار اور محبت ملتی ہے۔ وہ آزاد ہوتے ہیں اپنی زندگی گزارنے کے لیے۔" بہت زخمی لہجہ تھا اس کا بہت افسردہ سا عمیر کے دل پر جیسے تازیانے بن کر یہ الفاظ لگے تھے۔

"میں تمہیں ان خوش نصیب لوگوں میں شامل ہوتا دیکھنا چاہتا ہوں، نازش!" دل ہی دل میں سوچا، تب وہ اس کی بیوی کرتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔

"ایک بات تو طے ہے عمیر! تمہیں ذرا بھی ڈھنگ نہیں یہ کپڑے کیسے بکھیر رکھے ہیں، جوتے بھی صحیح جگہ پر نہیں ہیں۔" ادھر ادھر بکھری چیزیں سمیٹتے ہوئے وہ بڑبڑائی۔

"یہ تو میں نے ابھی بکھیری ہیں۔" عمیر بستر پر دراز ہوتے ہوئے شانِ بے نیازی سے بولا یکدم ہی اس کے کام کرتے ہاتھ ساکت ہوئے۔

"اتنا بھی نہیں سمجھتیں، انسان محبت میں آ کر کچھ بھی کر سکتا ہے تم اپنے ہاتھوں سے میرا کام کر دیا کرو میں صفائی کا خیال رکھا کروں گا۔" وارڈروب سے ساری سلوٹیں پڑی شرٹس نکال کر استری اسٹینڈ پر رکھیں اور کسی بھی بات سے بے نیاز جمے ہوئے ہاتھوں اور ذہن سے شرٹ استری کرنے لگی عمیر اس کی بے نیازی پر کڑھ کر رہ گیا اور بولا۔

"پہلے یہ شرٹس استری کر دینا پھر میری وارڈروب سیٹ کر دینا اس کے بعد میرے جوتے پالش کر دینا اور ہاں اگر وقت ہو تو میرا وارڈرس پوری بیچنگ کے ساتھ رکھنا اوکے۔" اس کی بات سن کر نازش بے طرح چونک پڑی نگاہ پھر عمیر حمدانی سے جا ٹکرائی جو کہ اس کی طرف متوجہ تھا۔

"کیا ملے گا مجھے تنگ کر کے، کسی بھی طرح سے آزما لو میں اپنا موقف نہیں بدل سکتی۔" وہ کہہ کر اسے بہت بڑا چیلنج کر گئی۔ عمیر کو لگا وہ اس کی محبت کو چیلنج کر گئی ہے چند ثانیے الجھا الجھا سا اسے تیزی سے کام کرتا دیکھتا رہا وہ بہت ظالم اور سفاک بنا ہوا تھا اس پل اسے نازش کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھنا تھا تاکہ اپنی محبت سے پگھلائے یا زیر کر دے اور نازش اس کی محبت کے آگے ہار جائے۔

محبت طاقت ہوا کرتی ہے سہارا ہوتی ہے اگر یہی اور پاکیزہ ہے تو حد میں رہ کر دلوں میں عزت گھول دیتی ہے۔ کبھی ناصح بن کر آن موجود ہوتی ہے اور کبھی سنگدل بن کر تڑپ اور تپش دیتی ہے وہ تھک ہی تو گیا تھا اس کا انکار سنتے سنتے اسی لیے اسے اپنی ذات کی سوچ میں مقید کرنے کا خواہاں تھا۔

"آئی وانٹ ٹو ریمین ان یور ہارٹ کین یو ڈو دس؟" وہ اس کے ہاتھ سے شرٹ لے کر سائیڈ پر رکھتے ہوئے گویا ہوا۔

"مجھے تمہارا ساتھ چاہیے نازش! میں پھولوں سے خوشبو چرائے جانے پر خوش نہیں ہوں تمہاری خوشبو بن کر تمہارے دل میں رہنا چاہتا ہوں کیا غلط سوچا ہے میں نے؟ تم سے گز بھر کے فاصلے پر کھڑا ہوں کیا غلط ہے یہ؟ تم سے محبت کرتا ہوں، اپنانا چاہتا ہوں ذلتوں اور رسوائیوں کے دامن سے چھٹکارا دے کر اپنی قسمت کا ستارہ بنانا چاہتا ہوں کیا یہ غلط ہے؟ کبھی میں نے بے جا ان فاصلوں کی حدوں کو کراس نہیں کیا تمہاری عزت کو اپنی جان سے بڑھ کر چاہا ہے کیا یہ غلط ہے؟ میرا دل صاف ہے تمہیں جائز طریقے سے اپنانا چاہتا ہوں محرومیوں سے بچانا چاہتا ہوں کیا یہ غلط ہے؟ بیوہ سے نکاح تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کیا اور حکم بھی دیا کہ بیوہ کو نکاح کر لینا چاہیے جب وہ تنہا ہو تم تنہا ہو تمہارا کوئی نہیں ہے پھر بھی پیچھے میرے سوا ہم سب کے سوا، میری سوچ غلط ہے میرے جذبات غلط ہیں جو تمہارے لیے ہیں بولو نازش جواب

دو؟" پہلی بار عمیر حمرانی کو شدید غصہ آیا تھا اسے بازو سے پکڑ کر جھٹکا دیا اس کا خون خشک ہونے کو تھا وہ اس قدر غصے میں بھی ہو سکتا ہے کب سوچا تھا کب جانا تھا کہ وہ بہتے ہوئے آبشار کے پانی کی مانند اسے بھی بہا کر لے جائے گا ان ہی سوچوں میں اسے بھی حصے دار بنانے لگا وہ سامنے کھڑا تھا اس کے دکھ کا مداوا کرنے کے لئے ـــــ مگر دل ـــــ دل ہی تو نہیں تھا وہ کہتا تھا کہ تم نے میرے دل پر قبضہ کر لیا ہے میں نے ایسا کب کیا۔

"ابھی تو وقت ہاتھ میں ہے قریب ہے پکڑ کر چھو سکتی ہو ـــــ دور چلا جائے گا تو صرف پچھتاوا ملے گا" برہم ہوا بھی تو اس قدر کے بہت ہی انجانا لگا وہ اسے اس بات سے آگاہ کر رہا تھا کہ وہ تنہا ہے ہاں وہ تنہا تو تھی ہی تب جھٹکے سے بازو چھوڑتے ہوئے اسے کمرے سے نکل جانے کو کہا۔

"میں نہیں جاؤں گی" بے اختیار ہی منہ سے نکلا۔

"تو میں چلا جاتا ہوں تم یہیں رہو اسی روم میں ـــــ بہت پسند آ گیا ہے کیا؟" پل بھر میں بدلتے شخص کی کرخت باتیں اسے کس قدر بولائے دے رہی تھیں وہ اندازہ بھی نہیں کر سکتا تھا تب وہ شرٹ اٹھا کر استری کرنے لگی۔

عمیر کا اس حرکت پر دل کڑھ کے رہ گیا تیزی سے دروازہ کھولتا باہر کی جانب بڑھا چند ہی منٹ میں نازش نے پورا کمرہ چھکا دیا۔

آخر صالحہ بیگم نے کہا تھا پھر جب وہ اسے جان بوجھ کر تنگ کرنے کے لیے یہاں لایا تھا اسے اچھا نہیں لگا یونہی بنا کام کئے کمرے سے نکل جانا اس دن سے نازش اور عمیر کے درمیان ایک دیواری حائل ہو گئی تھی۔

عمیر نے اس دن کے بعد نازش سے سیدھے منہ بات تک نہ کی تھی بات بات پر ڈانٹ دیتا اور کاٹ کھانے کو دوڑتا اور نازش وہ اس کے لیے حقیقتاً بہت پریشان تھی کچھ تو تھا اس کے دل میں ـــــ وہ بھوکا رہتا تو نازش کا جی چاہتا وہ اسے منا کر اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلا دے وہ ڈانٹ ڈپٹ کر اسے جب کروا دے تو نازش قہقہہ لگا کر ہنس دے کونسا احساس تھا وہ اسی سوچ پر سوچنے لگی تھی کیا عمیر کی سوچ اس کے احساسات کو پیار رنگ دے رہی تھی یا کچھ اور تھا یہ اب بھی ایسا ہی ہوا تھا آفس سے رات گئے لوٹا تھا وہ دیر سے لوٹنا اس کی عادت بن چکی تھی صالحہ بیگم نے کہا تھا کہ جب عمیر آئے تو وہ اسے کھانا دے دے۔

اظہر حمرانی بھی واپس آ چکے تھے انہیں کافی دے کر وہ اپنے کمرے میں چلی آئی تھی یونہی کرسی پر بیٹھ کر ڈائری کھول لی کتنے دنوں بعد وہ لکھنے کی کوشش کرنے لگی تھی سب کچھ وہ اس ڈائری کے سپرد کر دینا چاہتی تھی۔

"میں جیتی جاگتی انسان ہوں ـــــ میرے سینے میں بھی دل ہے وہ دل جو دھڑکتا ہے کسی کی محبت میں، میں کس قدر بکھر گئی تھی" نازش سوچنے لگی۔

تب وہ اس کی زندگی میں صرف یاد بن کر رہ گیا صالحہ بیگم کا رویہ بھی اسے برا نہیں لگتا تھا کیونکہ وہ دل کی بری نہیں تھیں انا بھی تو اسے بہت چاہتی تھی انکل اسے انا ہمیشہ پیار دیتے اس کے ہاتھ کے کھانے کی تعریف کرتے نہ تھکتے اب عمیر کا رویہ اسے الجھائے دے رہا تھا وہ ـــــ وہ اسے اپنانا چاہتا تھا محبت و پیار کے خوبصورت سے جذبات سے آشنا کرنا چاہتا تھا اور وہ ـــــ وہ نہ جھکی تھی مگر اب ـــــ اب کیا ہوا تھا عمیر کا رویہ تھا سارا رویہ اسے برا کیوں لگا اس کا انجانا پن بے طرح سے توڑے دے رہا تھا شاید یہی وہ پاکیزہ احساس تھا جو عمیر اس کے سینے میں ابھرتا ہوا دیکھنا چاہتا تھا۔

خود کو الجھنوں سے نکالتے ہوئے نازش نے گھڑی کی جانب دیکھا وہ دشمن جاں ابھی تک نہیں لوٹا تھا بے اختیار ہی اس کی سوچوں میں جھرجھری سی آ گئی آخر وہ کیوں اسے سوچ رہی تھی۔

وہ تو بیوہ ہے بیوہ عورت۔

وہ محبت نہیں کر سکتی تھی ـــــ کیونکہ یہ شادی صدف اور ثاقب کو ہی کرنا تھی۔

"میں بیوہ ہوں میں بھلا اپنے دیور سے شادی کیسے کر سکتی ہوں توبہ توبہ، کیا کہے محبت کرنا۔" مانا کہ صالحہ بیگم کا غصہ وقتی ہوتا تھا اب تو انہوں نے طعنے دینے بھی کم کر دیے تھے عمیر کے کہنے پر یا کوئی اور وجہ تھی بھی ان کا احسان تھا نازش پر۔ بلاشبہ یہ دور کافی آگے نکل چکا ہے مگر عورت کا مقام اس کی عزت و تکریم کی حد اتنی ہی ہے شوہر ہو تو عزت ہی عزت، اگر وہ بیوہ ہے تو طعنوں بھری زندگی۔

ہاں اگر ماں باپ ہوتے تو شاید وہ یہاں نہ ہوتی ـــــ کم از کم وہ سہارا ہی دیتے، رونے تو نہ دیتے۔

"بی بی انہیں یہ سنگھار کرنا کہاں زیب دیتا ہے دنیا تھوتھو کرنے لگے گی کیسی بے غیرت عورت شوہر کے مرنے کے بعد یوں بن ٹھن کر رہتی ہے۔" صالحہ بیگم کی بہت پہلے کی کہی بات یاد کر کے پلکیں نم ہوتی چلی گئیں۔

"میں اپنے بڑھتے ہوئے ہر قدم کو روک دوں گی عمیر! یوں ہی بے کل نہیں ہونے دوں گی جذبات کو میں تمہیں سمجھاؤں گی عمیر بے جا ضد کرنے سے تمہارے ہاتھ صرف کانٹے بھری زندگی آئے گی زخمی ہو جاؤ گے تم۔" سوچتے ہوئے وہ ابھی بہت دقیق نقطے پر ذہن ساکت کیے ہوئے تھی کہ گاڑی کا ہارن اسے خیالوں کی دنیا سے نکال گیا۔

"چلو اچھا ہوا تم آ گئے میں تم سے ہی بات کرنا چاہتی تھی۔" لاؤنج کا دروازہ کھولتے ہی وہ سامنے سے آتے ہوئے عمیر سے مخاطب تھی جو انجان نگاہوں سے اسے جانچ کر رہ گیا پھر بنا کچھ بولے جانے لگا تو وہ سامنے آ گئی۔

"آج شمشاد آنٹی کا فون آیا تھا کہ کون بھی تم سے بات کرنا چاہتی تھی میں نے اتنی دیر تمہارا انتظار کیا تم کہاں تھے اتنی دیر۔"

"جہنم کی سیر کو گیا ہوا تھا صد حیف تمہیں لے جانا بھول گیا۔"

"آفس کی بات کر رہے ہو نا، ہاں وہ بھی کہاں کسی جہنم سے کم ہے مگر مجھے وہاں جانے کا قطعاً شوق نہیں۔" نازش نے بہت ہی سادہ سی زبان میں کہا عمیر اسے بس دیکھ کر رہ گیا۔

"میں جب تم سے بات نہیں کرنا چاہتا تو کیوں آتی ہو ہر بار میرے سامنے۔" اس بار اسے کافی غصہ آ گیا۔

"تم تو بے وقوف ہو اب میں یعنی تمہاری بھابھی ماں تمہیں نہیں سمجھاؤں گی تو کون صحیح یا غلط کی پہچان کروائے گا۔" کس طرح سے وہ خود پر جبر کر کے بات کر رہی تھی یہ نازش ہی بہتر جانتی تھی بے اختیار ہی عمیر کا ہاتھ اٹھا مگر فضا میں معلق ہی رہ گیا، سرخ آنکھوں میں ڈھیر ساری وحشت جگائے وہ اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"مجھ سے کوئی رشتہ نہ جوڑو مجھے منظور ہے میرے ساتھ بات نہ کرو میرے سامنے نہ آؤ مجھے یہ بھی منظور ہے مگر میری محبت کی توہین کرنے سے پہلے ہزار بار سوچ لینا مائنڈ اٹ مجھے یہ منظور نہیں ہوگا۔" اس کے کندھوں پر دونوں ہاتھوں کی گرفت مضبوط کیے وہ زہر خند لہجے میں کہتا، اندر کی جانب بڑھا اور نازش وہ خزاں رسیدہ پتے کی مانند جھڑنے کا انتظار کرتی رہی تھی۔

"کب غلامی ہوگی، میری محبت نوکی میں انسان ہوں عمیر! ٹوٹ سکتی ہوں تم تو پاگل ہو مرد ہو نا تمہارا کیا..... آج تو میرے پندار پر آئے گی۔"

☆.....☆.....☆

صبح صبح ہی اس کی آنکھ کھلی تو نماز قضاء ہونے کا احساس غالب آ گیا سو جلدی سے وضو کر کے جائے نماز بچھائی اور خدا کے حضور سربسجود ہو گئی بہت ہی خوبصورت سا احساس تھا یہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو ڈھیروں موتی پلکوں سے ٹوٹ کر گرنے لگے۔

کی عجب سی کیفیت تھی۔

"تیری یاد میں کتنا سکون ملتا ہے مولا! تیرا شکر ہے تو نے سکون کا یہ خوبصورت ساذریعہ دیا ہے ہمیں"۔

پھر جائے نماز اٹھا کر لپیٹی اور کمرے سے باہر نکل آئی لان میں واک کرتے ہوئے ڈھیروں سرخوشی کے بدن میں سرایت کر گئے عجیب سی سرشاری تھی صبح کا یہ سہانا منظر کس قدر دلچسپ تھا۔

روح و بدن میں انوکھی زندگی دوڑنے لگی یونہی، شال اپنے گرد لپیٹے وہ گھاس پر چہل قدمی کرنے لگی کہ اس پل گیٹ سے عمیر ٹریکنگ لباس پہنے اندر داخل ہوا نگاہ یکدم ہی اٹھی وہ بھی اس کی جانب متوجہ تھا تب کچھ جانے دیکھنے کے بعد اس نے نگاہیں سمیٹ لیں اور تیزی سے اندر کی جانب بڑھ گیا نازش بے بسی سے اس کی جانب دیکھتی رہ گئی۔

تب صالحہ بیگم کی آواز پر اسے اندر جانا پڑا وہ کچن میں کھڑی تھیں اسے ناشتا بنانے کا کہا وہ چپ چاپ ان کی حکم کی تعمیل کرنے لگی۔

"ٹائم کیا ہوا ہے؟" نازش نے اناہ کو کچن میں آتے دیکھ کر پوچھا۔

"آٹھ بجنے والے ہیں" وہ جمائی لیتے ہوئے بولی اور کچن کی کرسی پر براجمان ہو گئی۔

"بھابھی! آج ناشتے میں کیا بنا رہی ہیں؟"

"ہوسٹن ساس چکن، شاشلک، فرائیڈ رائس اینڈ جنجر رائس، آپ کیا کھانا پسند کریں گی مادام" پیار سے اناہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اس کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"بھابھی! مذاق نہیں کریں بس مجھے انڈا نہیں کھانا ہے" وہ فرائیڈ ایگ کھا کھا کر شاید اکتا چکی تھی۔

"اوکے میڈم! میں آپ کے لیے اسپیشل ایگ یعنی شاشوکہ بناؤں گی"۔

"واٹ..... بھابھی یہ شاشوکہ کیا ہوتا ہے؟"

"ایگ ڈش ہی ہے بس پیاز وغیرہ کا سالن بنا کر اس میں ایگ فرائی کر لیتے ہیں بہت ٹیسٹی بنتا ہے"۔

"اچھا آپ بنتی ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ مجھے ایگ نہیں کھانا" اب مسکراہٹ نازش کے چہرے پر بکھری تھی پھر کچھ ہی دیر کے بعد اس نے انڈے کی وہ ڈش بنا کر ڈائننگ ٹیبل پر رکھی تھی اتنے میں عمیر بھی وہیں آن موجود ہوا ڈائننگ ٹیبل پر حسب معمول اشتہا انگیز خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

"بھائی! دیکھئے بھابھی نے کتنے مزے کا ایگ بنایا ہے میری بھابھی جیسی کوئی بھی بھابھی ہو ہی نہیں سکتی لیجیے کھا کر دیکھیے" عمیر نے اناہ کی بات پر ذرا پراٹھے بناتی نازش کی جانب دیکھا تو دل و جاں میں حسرت کا طوفان امڈ آیا۔

"کاش..... اناہ یہ اب تمہاری بھابھی پھر سے بن جائیں" وہ کہہ نہیں سکا تھا بس سوچ ہی پایا پھر چپ چاپ اناہ کے سامنے سے پراٹھا توڑ کر کھانے لگا۔

"تمہاری اسٹڈی کیسی جا رہی ہے؟" اناہ سے دریافت کیا۔

"بہت اچھی جا رہی ہے بھائی! فائنل ایئر ہے کالج کا انشاء اللہ رزلٹ بھی اچھا رہے گا"۔

"ہاں بہت اچھی طرح سے پڑھو کیونکہ ہو سکتا ہے شادی کے بعد پڑھنے کی فرصت نہ ملے"۔

"ہیں..... شادی..... کس کی شادی؟" اناہ کے ساتھ ساتھ نازش نے بھی چونک کر اسے دیکھا۔

"یہ مما، پاپا ہی تمہیں ٹھیک طرح سے سمجھائیں گے فی الحال ناشتہ کرو ڈونٹ وری ابھی تمہارے کھیلنے کودنے کے دن ہیں"۔

"جی نہیں، میں کوئی بچی نہیں ہوں جو کھیلوں کودوں"۔ وہ عمیر کے بازو پر ہلکے سے مکا مار کر منہ بسور گئی۔

"اوہ! انہیں کالج سے دیر ہو رہی ہے اور عمیر انہیں آفس بھی جانا ہے"۔ نازش نے ان دونوں کو مزید بحث کرنے سے روکنے کے لیے کہا تھا۔

"اوہ ہاں ـــ میں تو بھول ہی گیا مجھے آفس بھی جانا ہے"۔ وہ تنک کر جواب دے گیا تو نازش نے مسکرا کر چہرہ دوسری طرف کر لیا جبکہ عمیر اسے بس گھور کر ہی رہ گیا۔

"ارے یہاں ناشتہ ہو رہا ہے اور ہمیں کسی نے پوچھا ہی نہیں"۔ ظہیر صاحب جو سوٹڈ بوٹڈ آفس جانے کے لیے تیار تھے آتے ہی پیار سے شکوہ کیا۔

"پاپا! آپ کیا کھائیں گے؟ کچھ اسپیشل یا وہی روٹین کا ناشتہ؟" نازش نے ان کو میز پر بیٹھتے دیکھ کر پوچھا پھر چائے کا تھرماس اور چائے کے کپ وہیں رکھتے ہوئے کھڑی ان کی فرمائش کا انتظار کر رہی تھی۔

"جو میری بیٹی پیار سے کھلائے گی ویسے ان دونوں نالائقوں نے جو کھایا ہے میں بھی وہی کھا لوں گا بولو بچو سمتھنگ اسپیشل"۔

"یس پاپا ـــ اسٹاشوکر ـــ!" اماں کے انداز پر سب ہی زور سے ہنسے تھے۔ سردیوں کے دنوں میں ویسے ہی صبح کا ناشتہ اسپیشل ہوتا تھا مگر اس طرح سے مل بیٹھ کر پرسکون ماحول میں ناشتہ کرتے ہوئے دل میں طمانیت کا نیا احساس جاگزیں ہوتا تھا۔

"پاپا! یہ مما کہاں ہیں؟ نظر نہیں آ رہیں کافی دیر سے ـــ"

"ہماری بیگم بہت سوئی ہیں اس وقت بھی نہ جانے کن کن فرینڈز سے پارٹی میک اپ اور ڈریس ڈسکس کیا جا رہا ہے ویسے ان خواتین کو بھی سونے کے علاوہ کچھ نہیں سوجھتا"۔ پاپا نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

"کیوں کوئی پارٹی ہوئی ہے کیا آفیشل یا خواتین کلب میں؟" اماں کو ہر پارٹی اور فنکشن سے آشنائی ہوتی تھی۔ اب تک تو کوئی ایسی خبر اس کے علم میں نہ تھی تب ہی حیران ہوتی پاپا سے پوچھ رہی تھی۔

"یہ تو تمہاری مما ہی بہتر طور سے بتا سکتی ہیں آج کل بڑی شاپنگ چل رہی ہے آئی تھنک کچھ ارینج کریں گی ضرور"۔ پھر باتوں ہی باتوں میں ناشتہ ہوا تو انہوں نے نازش کو بھی اپنے پاس بٹھا لیا وہ بھی چپ چاپ ان میں مگن بیٹھی بہت خوش تھی بات بات پر مسکراہٹ کی کرنیں بکھیرتی وہ عمیر کے دل میں اترتی جا رہی تھی مگر اسے خبر نہ ہوئی تھی کہ وہ اس کے لیے کس حد تک اہم ہوتی تھی۔

☆ ـــ ☆ ـــ ☆

بہت دنوں بعد پاپا کے رشتے کی کزن اپنی فیملی کے ساتھ آ رہی تھیں مما نے نازش کو پہلے سے ہی کافی کچھ سمجھا دیا تھا عمیر کو ایک بات کبھی بھی سمجھ نہیں آئی تھی مما کی جو نازش سے اتنی محبت تھی گھر پر ہر فیصلے میں اس کی رائے کا شامل ہونا پورے گھر کا اختیار اسے سونپ رکھا تھا حالانکہ خانساما بھی رکھا ہوا تھا مگر مما نے کھانا بنانے کا اختیار خصوصی طور پر نازش کے حوالے کیا ہوا تھا۔

پھر اسے بہو کا رتبہ نہ چاہتے ہوئے بھی دیتی تھیں اس کے باوجود مما کا پی ہیو بیرا اکثر نازش کے ساتھ اتنا روکھا کیوں ہو جاتا تھا؟ وہ ہمیشہ اس سوال پر الجھ سا جایا کرتا تھا۔

آئی شمشاد کے آنے سے پہلے مما نے ان کے لیے علیحدہ دو روم بڑی نفاست سے سیٹ کروا دیے اب ان کو اسلام آباد ایئرپورٹ سے پک کرنے کی ذمے داری بھی عمیر کی ہی تھی حالانکہ اس نے پاپا سے صاف کہہ دیا تھا کہ اسے

ارجنٹ میٹنگ اٹینڈ کرنی ہے مگر اس کے باوجود ذمے داری اسے ہی نبھانی تھی۔

"تم میرے ساتھ چلو گی پانچ منٹ میں تیار ہو جاؤ میں گاڑی میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔" نازش کچن میں کھڑی خانساماں کو ہدایات دے رہی تھی جب عمیر نے وہاں آ کر گویا حکم صادر کیا تھا۔

"میں نہیں جا سکتی تمہیں پتا بھی ہے عمیر..... میں بڑی ہوں کام میں"۔

"تو میں بھی ان آنٹی کو لینے نہیں جاؤں گا میری اپنی کوئی مرضی نہیں میرا دل چاہ رہا ہے کہ تم بھی ساتھ ہی چلو مما اور ابا فری نہیں ہیں۔" وہ کہہ کر وہیں اسٹول پر بیٹھ گیا کبھی کبھی تو نازش اس کی بچکانہ حرکتوں پر حیران ہی رہ جاتی وہ لمبا چوڑا 6 فٹ کا ہوش و حواس رکھنے والا مرد اسے اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ کر دینے کو کافی تھا جب بھی گھر پر ہوتا کسی نہ کسی بہانے سے اسے ٹینشن میں مبتلا رکھتا تھا یہ نہ جانے محبت کی کونسی قسم تھی جو اسے اذیت میں رکھ کر خوش ہوتا تھا۔

"تمہیں چلنا ہو گا ورنہ..... میں یہاں بیٹھا ہوں اگر مما یا پاپا نے پوچھا تو کہہ دوں گا تم نے ہی جانے نہیں دیا۔" وہ خانساماں کے سامنے بہت ہی اکڑ کر جھوٹ بول گیا تھا شفیق بابا دونوں کی گفتگو سن کر کچن سے ہی نکل گئے تھے۔

"تم اچھا نہیں کر رہے عمیر!" وہ بس بے چاری سی صورت بنائے اتنا ہی بول سکی۔

"تو تم کونسا میرے ساتھ بہت اچھا کر رہی ہو.....!" آنکھوں میں لمحے بھر میں ہی بہت سے دیپ جل اٹھے تھے پیار و محبت کی کئی قندیلیں روشن ہو چلی تھیں۔

"اب یونہی کھڑی رہو گی تیار ہو جاؤ جا کر۔" کہہ کر فریج سے پانی کی بوتل نکال کر یونہی بوتل منہ سے لگا لی۔

تو نازش کو مجبوراً کچن سے جانا پڑا کیونکہ وہ جانتی تھی اب عمیر اس کی ایک نہیں سنے گا گھر سے ایئرپورٹ کا فاصلہ تقریباً گھنٹے ڈیڑھ کا تھا وہ چپ چاپ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی اپنی نگاہیں کھڑکی سے باہر جمائے ہوئے تھی۔

کچھ دنوں پہلے جب عمیر اس سے ناراض تھا تو وہ سارا دن عجب سی الجھن کا شکار رہتی تھی سچ تو یہ تھا کہ نازش کو عمیر شروع سے ہی بہت اچھا لگا تھا اس کا کوئی بھائی نہیں تھا تبھی وہ عمیر کو بالکل اسی روپ میں دیکھا کرتی تھی اپنے ہاتھوں سے اس کے کام کرنے میں نازش کو کبھی تکلیف نہیں ہوئی بس نبیل کے جاتے ہی پوری کی پوری دنیا ہی ویران ہو گئی تھی۔

"اگر آج نبیل زندہ ہوتے تو حالات کچھ اور ہوتے۔" وہ عمیر حمدانی کے ساتھ بیٹھے ہوئے متفکر نہ ہوتی، عمیر حمدانی کے احساسات و جذبات نہ بدلتے، کچھ بھی نہ بدلتا کچھ بھی تو نہیں.....! آنکھوں سے اشک بے اختیاری گود میں گرے تھے اور لبوں پر انجانی سسکی سی ابھری تو عمیر نے قدرے چونک کر اس پر نگاہیں جمائیں۔

"اگر تم اس لیے رو رہی ہو کہ تم میرے ساتھ زبردستی آئی ہو تو مجھے تمہارے رونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور اگر....."

"میں تو اپنی بدقسمتی پر رو رہی ہوں عمیر! آج جس جگہ پر تم بیٹھے ہو جو رویہ تمہارا ہے، وہ بہت تکلیف دہ ہے میرے لیے کاش نبیل زندہ ہوتے۔" دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے وہ بے طرح سے روئی تو عمیر کو اپنے اندر کہیں بہت ہی زبردست طوفان اٹھتا محسوس ہوا تھا۔

اب وہ اس کی بات پر کیا کہتا.....!

نبیل اس کا بھی تو بھائی تھا وہ کیا اپنے بھائی سے پیار نہیں کرتا تھا نبیل کی موت پر عمیر کی کیا حالت تھی، کیا وہ یہ بھول گئی تھی یہ سچ تھا کہ وہ نبیل کی بیوہ کو تنہا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا مگر دوسری بہت بڑی حقیقت نازش سے محبت تھی وہ اپنی محبت سے دستبردار نہیں ہو سکتا تھا آخر وہ سمجھتی کیوں نہیں تھی۔

اس کی یہ دیوانگی، جذباتیت سطحی اور عارضی نہ تھی وہ محبت کے معاملے میں چھین لینے کا قائل ہو چلا تھا تبھی عمیر حمدانی کو سمجھ نہ آ سکا کہ نازش پر اس رویے کا کیا اثر ہو سکتا ہے وہ مسلسل روتی رہی تو عمیر سے برداشت نہ ہو سکا تھا۔

"اگر تم یونہی روتی رہیں تو میں گاڑی کسی شے میں دے ماروں گا۔" یکدم ہی اونچی آواز سے نازش قدرے سہم سی گئی۔

"تم سمجھتے کیا ہو خود کو ہاں میں کوئی کھلونا ہوں جس سے جس طرح سے پیش آنا چاہو آؤ جیسے چاہے اسے رکھو میں انسان ہوں عمیر حمدانی اور تمہاری بھابھی تمیز سے بات کیا کرو۔" نہ جانے اتنی ہمت کیسے مجھ میں در آئی تھی پل بھر میں تو عمیر بس اس معصوم اور شگفتہ چہرے کی جانب دیکھتا رہا پھر وہ ہنسا تھا اتنی زور سے اور ہنستا چلا گیا۔

"تم واقعی پاگل ہو عمیر..... انہیں سمجھانا بہت مشکل ہے اسٹوپڈ.....!"

"جھینگس اٹس مائی آنر....." ڈھٹائی کی ساری حدیں اس نے گویا پار کر رکھی تھیں مجال ہے جو کانوں پر جوں تک رینگی ہو پھر کچھ دیر وہ چپ چاپ بیٹھی رہی نہ تو عمیر کی جانب دیکھا نہ ہی اس سے کوئی بات کی ایئر پورٹ پہنچنے پر آنٹی شمشاد اور ان کی فیملی سے ملنے کے بعد گھر آنے تک وہ ان سے بس مختصر سی باتیں کر پائی تھی مگر ان کے ساتھ کرن ان کی اکلوتی لاڈلی بیٹی اور ایک ہونہار سپوت بھی تھا فہد.....

آنٹی شمشاد نے اس کی شادی اٹینڈ کی تھی نبیل کی وفات پر وہ نہیں آسکی تھیں باہر ڈیٹ میں ہونے کی وجہ سے مگر اب انہوں نے نبیل کیلئے تعزیت کا اظہار کر کے اسے مزید دکھی کر دیا اور اس کے بعد گھر آتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

☆.....☆.....☆

شام میں ٹھنڈی ہواؤں نے پورے حمدانی ہاؤس کے لان کو خوشبوؤں سے معطر کر رکھا تھا۔

یوں تو سبھی اپنے اپنے کام میں مگن ہوتے تو کسی کے پاس لان کی سیر کی فرصت بھی نہیں نکل سکتی تھی۔

مگر جب سے شمشاد بیگم نے اس گھر میں قدم رکھا تھا تب سے صالحہ بیگم کا موڈ بہت ہشاش بشاش تھا۔

ہر شام میں کھانے کا کچھ نیا اہتمام ہوا کرتا سردیوں کا ٹھنڈا ٹھنڈا موسم بھی مل بیٹھ کر انجوائے کرنا چاہتے تھے۔

اظہر حمدانی بھی آفس سے جلدی لوٹ آتے یہ فرمائش بھی صالحہ بیگم کی تھی۔

نازش کے ساتھ ساتھ عمیر بھی بہت حیران تھا، کہ ان کے آنے سے گھر کا ماحول کس قدر خوشگوار ہو چلا تھا کرن کی کسی حد تک نازش سے دوستی تو تھی مگر اس کا انداز کبھی بھی نازش کے ہم مزاج ہو ہی نہیں سکتا تھا وہ تو ہر لمحے عمیر کے ساتھ نظر آنے کی کوشش میں تھی تین چار دن ہی تو ہوئے تھے ان لوگوں کو آئے نازش تو بس مگن چکر بن کر رہ گئی تھی جسے کچھ کروانا ہوتا وہ نازش کو آواز دیتا، کبھی کپڑے پریس کروا، تو کبھی کپڑے دھو دو ایسا لگتا تھا وہ لوگ ہمیشہ کے لیے یہیں پر سیٹل ہونے کے لیے آئے ہیں نازش چپ چاپ سر جھکائے ادھر سے ادھر نوکروں کی طرح کام میں مگن رہتی۔

رات عمیر آفس سے قدرے دیر سے لوٹا تو فریش ہونے کے بعد کچن کی جانب بڑھ آیا ارادہ تو تھا کہ اپنے لیے چائے بنا لے گا۔

مگر اس وقت سامنے سنک کے قریب برتن دھوتے ہوئے نازش کو دیکھ کر اس کے حواس منجمد ہو گئے گھر کے کام کاج کے لیے خانساماں تھا تو وہ کیوں برتن دھو رہی تھی وہ بھی رات کے اس وقت حیرانی تو ہونی ہی تھی جو بھی ہوا یہی تو بہت کبھی نہ آئی تھی کے آرام کے وقت وہ کام کرتی۔

"تم اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو؟" عمیر کی آواز پر برتن دھوتے ہوئے ہاتھ یک دم رکے پل کے پل مسکرائی پھر کام میں مگن ہوتے ہوئے بولی۔

"وہی جو مجھے کرنا چاہیے!"

"کس نے کہا تم سے یہ سب کرنے کو؟" سمجھا لاکھ سختی کریں مگر اس حد تک نوبت کبھی نہ آئی تھی۔

"کول ڈاؤن عمیر ـــــ کیا ہو گیا ہے آہستہ بولو سب سو رہے ہیں"۔

"مجھے کسی کی پروا نہیں ہے تم چھوڑو یہ سب اور جاؤ اپنے روم میں"۔

"پاگل ہوئے ہو میں کام کر کے چلی جاؤں گی تم کیوں فکر کرتے ہو"۔

"یہ ہاتھ ـــــ یہ ہاتھ کام کے لیے نہیں ہیں میں ہر وہ وجہ ختم کر دوں گا جو ان ہاتھوں کو تکلیف دے گی"۔ یکدم ہی وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام کر بولا تھا۔

"کیا کر رہے ہو عمیر! چھوڑو"۔ گرفت بہت مضبوط تھی پانی کا مگ لکھڑا کر گیا تھا وہ پھونکا کر رہ گئی تھی۔

"تم سمجھتی کیوں نہیں ہو کسی سے، منہ میں زبان نہیں ہے کیا؟ کیوں اپنے آپ کو اس گھر کا فرد نہیں سمجھتی، کیوں تمہیں میری محبت نظر نہیں آتی؟ کیا ساری عمر ایسے ہی گزار دو گی، ایسے ہی کام کرتے ہوئے؟ تمہیں خوشیاں نہیں چاہئے۔ میرا نام نہیں چاہیے، آسائشیں نہیں چاہیے؟ کوئی تمہیں اب مجھ سے زیادہ نہیں چاہ سکتا" کیوں نہیں مان لیتیں تم ـــــ" عمیر کی آواز یکدم سے بھرا گئی۔

"کتنی محبت کرتا ہوں تم سے، تم سوچ نہیں سکتیں چلو تم میرے لیے چائے بناؤ برتن میں دھوتا ہوں"۔ وہ اس کے دیوانے پن پر حیران کھڑی رہ گئی۔

"واہ ـــــ یہاں تو عشق و عاشقی کا بڑا اچھا کھیل رچایا جا رہا ہے"۔ شمشاد بیگم کی آواز قریب ہی سے سنائی دی تو نازش نے چونک کر ان کی طرف دیکھا مگر عمیر اسی طرح سے کھڑا تھا، گویا کہ اسے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔

"وہ میں ـــــ آپ غلط سمجھ رہی ہیں آنٹی"۔

"او ڈونٹ کال می آنٹی پلیز! جس سے تمہارا رشتہ تھا وہ تو اب رہا نہیں، یہاں کس رشتے سے رو رہی ہو؟"

"میری ہونے والی بیوی کے رشتے سے"۔ یکدم ہی عمیر نے مڑتے ہوئے کہا تھا۔

"آپ کو کچھ اور پوچھنا ہے؟"

"ارے میاں، تم ابھی بچے ہو تم نہیں جانتے ایسی لڑکیاں معصومیت کے جال پھینک کر مردوں کو اپنی طرف کرتی ہیں پہلے نیل کو پھنسایا اور اب تمہیں ـــــ بہت ہی بے شرم ہے یہ"۔

"مائنڈ یور لینگویج آنٹی ـــــ میں بہت برداشت کر رہا ہوں بہتر ہو گا آپ یہاں سے چلی جائیں"۔ عمیر حمدانی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سامنے کھڑے وجود کو تہس نہس کر دے نازش منہ پر ہاتھ رکھے بس روئے چلے جا رہی تھی

"چلو تم یہاں سے"۔ وہ نازش کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے بولا تو وہ اپنی جگہ پر ہی جمی رہی۔

"میں کیا کہہ رہا ہوں سنا نہیں تم نے ـــــ" اب کی بار قدرے سختی سے کہا اور ہاتھ پکڑ کر تیزی سے باہر کی جانب بڑھ گیا وہ شمشاد بیگم عمیر کی دلیری پر حیران ہی تو رہ گئیں وہ تو یہاں جس مقصد کے لیے آئی تھیں اس سے الٹ ہی ہو رہا تھا۔ حالانکہ کل شام ہی نبہد کے لیے انہوں نے ہاتھ مانگا تھا انہوں نے یہاں تک تو بات ٹھیک ہی تھی مگر صالحہ بیگم اور اظہر حمدانی کو بھی نبہد بے حد پسند آیا تھا وہ ایم بی اے کرنے کے بعد جاب تلاش کر رہا تھا مگر شمشاد بیگم تو کرن کو عمیر کی نسبت سے دیکھنا چاہ رہی تھیں اس بارے میں صالحہ بیگم کو ہلکا پھلکا اشارہ دے بھی چکی تھیں۔

☆ ـــ ☆ ـــ ☆

رات میں ہونے والے واقعے کا ذکر شمشاد نے صالحہ سے کیا انہیں لگا تھا کہ بات صالحہ کے علم میں نہیں ہو گی اور وہ اس بات پر بہت زیادہ ری ایکٹ کریں گی مگر انہوں نے جواباً یہ کہہ کر ٹال دیا کہ

"وہ جو سوچ رہی ہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔" پھر اناء اور فہد کا رشتہ کچھ ہی دنوں میں باقاعدہ طور پر طے ہوا، تو عمیر کے علم میں آیا فہد اچھا تھا اسے بھی پسند آیا تھا باقاعدہ منگنی کی تقریب کا فیصلہ بھی سبھی کو بھایا تھا جہاں سبھی خوش تھے وہاں اناء اور نازش بھی بے حد مسرور تھیں۔

"میری پیاری گڑیا اب دلہن بننے والی ہے بہت بہت مبارک ہو اللہ تمہیں ڈھیروں خوشیوں سے نوازے ہمیشہ خوش رہو۔" اناء اس وقت اپنے روم میں تھی جب نازش نے اس کو آ کر کہا تو وہ اٹھ کر اس کے گلے لگ گئی۔

"خوش تو ہو نا فہد کیسا لگا سچ سچ بتانا"۔

"اچھے ہیں نا کس ہیں۔" وہ بس مسکرا کر سر جھکاتے ہوئے بولی۔

"میرے بھائی ہیں اچھے کیسے نہیں ہوں گے.....؟" کرن کی اچانک انٹری پر دونوں ہی چونک گئیں۔

نازش نہ جانے کیوں اب ہر کسی سے کترائی کترائی پھرتی تھی فہد تو بھابھی کہہ کر بڑے مؤدب انداز میں مخاطب کیا کرتا تھا مگر شہناز آنٹی اور کرن کا رویہ بے حد تحکمانہ ہوتا اسی لیے تو ان کے آنے سے ٹینشن اور کام کا لوڈ بڑھ گیا تھا۔

"نازش! اگر تم فارغ ہو تو آنٹی کی بات سن لو..... وہ تمہیں شاید اناء کے ڈریس دکھانا چاہتی ہیں کل منگنی کا فنکشن ہے کام کا بہت پریشر ہوگا نا"۔

"تو آپ بھی بھابھی کے ساتھ مل کر کام کروائیں نا بلکہ ہم دونوں ہی ساتھ میں....."

"ارے نہیں، نہیں تمہاری بھابھی جو کام کر سکتی ہیں وہ ہمارے بس کا روگ نہیں میں تو جانتی تک نہیں گھر داری کو انہوں نے بہت ہمت کر کے گھر داری سنبھال رکھی ہے۔" کرن کے شاہانہ انداز پر وہ بس مسکرا ہی سکی مگر اناء کے دل پر لگی تھی کوئی نازش کو کچھ کہے وہ کیسے برداشت کر سکتی تھی وہ ہونے والی نند تھی مگر نازش سے بڑھ کر اسے کوئی عزیز نہ تھا۔

"میری بھابھی جیسا کوئی اچھا اور سگھڑ ہو بھی نہیں سکتا ویسے ہمیں بھی تو گھر داری آنی چاہیے نا کرن! اب دیکھو مجھے بھی کچھ کام وام نہیں کرنا آتا تو میں بھی یہی امید کروں گی کہ شادی کے بعد نوکر چاکر ہوں اور میں سارا دن ریلیکس رہوں ہے نا۔" کرن کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا دوسرا جا رہا تھا۔

"مجھے تو کام وام نہیں آتا برتن دھونے سے الرجی اور گھر کی صفائی تو کر ہی نہیں سکتی، اسی لیے تو خانساماں رکھا ہوا ہے۔" اناء نے صاف صاف لفظوں سے بہت کچھ واضح کر دیا تھا۔

"فہد بھائی بہت سگھڑ ہیں انہیں گند پسند نہیں، تمہیں ان کے لیے سب کچھ کرنا ہوگا۔"

"اوکے! سوچیں گے جب وقت آئے گا فی الحال تو ہمیں نازش بھابھی کے ساتھ مل کر کل کی تیاریاں کرنی چاہیے۔" کرن تھوڑی ہی دیر میں تقریباً پاؤں پٹختی وہاں سے چلی گئی۔

"تمہیں ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا اناء....."

"نہیں بھابھی! میں نے وہی کہا ہے جو کہنا چاہیے تھا۔ بلکہ ابھی تو اور بھی بہت کچھ سنانا تھا کیوں آپ وہی سب کو فالو نظر آتی ہیں یہ لوگوں کی ذہنیت کتنی گھٹیا ہوتی ہے یہ بھی سدھر جائے گی جب اس پر یہ وقت آئے گا ڈونٹ وری میں ہوں نا....." اور اس کی سادہ دلی سے کہی باتوں پر نازش نے خود سے لگا کر خوب پیار دیا مگر ساتھ میں بہت کچھ سمجھایا بھی تھا جس میں صبر اور ہمت سب سے اہم بات تھی۔

☆.....☆.....☆

"وہ تھینکس پاپا! ابھی وہ کہہ سکا اور پھر اس ساری محفل کے برخاست ہوتے ہی صالحہ بیگم نے نازش کے کمرے میں قدم رکھے تھے جو کرونے میں مشغول تھی۔

"تمہیں تو خوش ہونا چاہیے' میرے دوسرے بیٹے کو بھی قابو کر لیا، میں کیا بولوں میرے بچے کی خوشی ہی جب تم سے وابستہ ہو گئی" وہ بہت ہی ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولی تھیں۔

"ایسا مت کہیے مما! جو آپ چاہیں گی، جیسا آپ چاہتی ہیں ویسا ہی ہوگا"۔

"رہنے دو نازش بی بی! مجھے تم سے یہ نہیں کہنا کہ میرے بیٹے کو بھول جاؤ اور اس سے شادی سے انکار کر دو بلکہ میں تم سے یہ کہنے آئی ہوں کہ میرے پاس عمیر کے علاوہ کوئی سہارا نہیں ہے اگر تم اسے خوش دیکھنا چاہتی ہو تو اسے کہو کہ وہ تم سے شادی کا ارادہ ترک کر دے" انہوں نے مما پھر اکر بہت ہی کمال سے اپنا موقف بیان کیا تھا۔

"یہ ہو نہیں سکتا مما! یہ مجھے کیا منع کرے گی اس کے اختیار میں ہے ہی کیا، آپ کو اس شادی پر اعتراض کیوں ہے؟" وہ یکدم سے ماں کے قدموں میں بیٹھ کر لہجہ مترنم کر کے پوچھنے لگا۔

"میں تمہیں کھونا نہیں چاہتی عمیر! میرے بچے میرے لال میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں میں جانتی ہوں کہ یہ تمہیں خوش نہیں رکھ سکتی بس مجھے ڈر لگتا ہے میں نے اپنا ایک بیٹا تو کھو دیا، دوسرا نہیں کھونا چاہتی" پتا نہیں مما اس طرح سے کیوں سوچتی تھیں، اگر نبیل بھائی اس دنیا میں نہیں تھے، تو اس میں نازش کا تو کوئی قصور نہیں تھا، اس نے تو نبیل کو نہیں مارا تھا وہ خود بھی تو پورے ایک ڈیڑھ سال سے بیوگی کا لبادہ اوڑھے خود کو صرف اور صرف اس شخص کے ساتھ منسوب کر چکی تھی۔

عمیر تو اسے اندھیروں سے نکالنا چاہتا تھا، وہ اسے خوشبوؤں کا مسکن بنانا چاہتا تھا جو خوشیاں نبیل بھائی نے اس معصوم کو دینے کا فیصلہ کر رکھا تھا عمیر انہی خوشیوں کو اسے سونپ دینا چاہتا تھا پھر مما ایسا کیوں سوچتی تھیں وہ مما کا یہ ڈر کیسے ختم کرے، عجیب سی الجھن تھی کوئی پریشانی نہ ہو کر بھی وہ پریشانیوں میں گھرا ہوا تھا۔

"مما پلیز! آپ ایسا مت سوچیں، اگر آپ مجھے خوش دیکھنا چاہتی ہیں تو اس شادی کے لیے خوشی خوشی ہاں کر دیں" صالحہ بیگم مسلسل آنسو بہانے میں مگن تھیں۔

"مما! ذرا سوچیے تو یہ وہی لڑکی ہے جس نے بھائی کی ڈیتھ کے بعد بھی آپ کی خدمت کی، سب کا خیال رکھا نازش سے بہتر نہ تو کوئی اس گھر کو سنبھال سکتا ہے، نہ ہی میرے مزاج کو سمجھ سکتا ہے"۔

"ہمارا بیٹا ٹھیک کہہ رہا ہے، بیگم! نازش سے اچھی بہو ہمیں کبھی مل ہی نہیں سکتی' انفیکٹ ہمیں بیٹی چاہیے' ایسی پیار کرنے والی معصوم سی بیٹی، جو ہم سے درحقیقت محبت کرے جیسے ہماری نازش بیٹی ہم سے کرتی ہے گھر کی تو مسئلہ ہے کرن، نازش جیسی نہیں ہو سکتی" وہ یکدم سے نازش کے سر پر ہاتھ پھیر کر ایک بہت گہری بات کر گئے تھے بلکہ دوسرے لفظوں میں وہ صالحہ بیگم کی خواہش کی تردید کر گئے تھے۔ تو ان کا چونکنا لازمی ٹھہرا تھا۔

"کیوں کیا برائی ہے کرن میں اظہر، آپ بھی..... آپ یہ کیوں نہیں سوچتے ہمیں اچھی بہو مل رہی ہے، نازش سے بھی اچھی" نازش جواب تک سب کی گفتگو کے درمیان سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی اور ان کی گفتگو میں بولنے کی ہمت نہ رکھتی تھی اب اس کے لیے شاید کمرے میں ٹھہرنا محال ہو گیا تھا تبھی وہ چپ چاپ اٹھ کر وہاں سے نکل گئی تھی آنکھوں سے اشک رواں تھے۔

شام کا ٹھنڈا ٹھنڈا موسم جو اسے بے حد پسند ہوا کرتا تھا، اب کسی طور اچھا نہیں لگ رہا تھا یہ کیسی بازی کھیلی جا رہی تھی اس کی زندگی کا فیصلہ کرنا دشوار ٹھہرا تھا اسے چن لینا، یا رد کر دینے کے بارے میں سوچا جا رہا تھا۔

READING CORNER
https://www.readingcornerblogspot.com/

"میں آپ لوگوں سے کچھ ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔" لاؤنج میں لائٹنگ کروادی گئی تھی شاپنگ مکمل ہوئی تو کپڑے ادھر ادھر بکھرے ہوئے نظر آرہے تھے اس وقت سبھی تقریباً لاؤنج میں بیٹھے کل ہونے والی تقریب کے موضوع پر گفتگو کررہے تھے جب عمیر نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بات کا آغاز کیا نازش اس وقت کچن میں سب کے لیے چائے بنانے میں مگن تھی۔

"کل اگر فہد اور انا کی منگنی ہورہی ہے تو میں چاہتا ہوں میرا اور نازش کا سادگی سے نکاح کردیا جائے۔" عمیر جہانی اس وقت عمیر کی اس اچانک بات پر حیران اور غصہ ہونے کے بجائے قہقہہ لگا کر ہنسے تھے۔

"بہت خوب بیٹا! بہت اچھا سوچا ہے تم نے۔" ان کی بات پر صالحہ بیگم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

"کیا بکواس کررہے ہو ہوش میں تو ہو.....؟"

"ارے بیگم! ہمارا بیٹا اتنی اچھی خبر سنا رہا ہے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے اس نے میں اپنے بیٹے کے ساتھ ہوں"۔ وہ اٹھ کر عمیر کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گئے کرن اور شمشاد بیگم کے چہرے اتر سے گئے۔

"اتنی جلدی بھی کیا ہے، بہن کی منگنی تو ہو لینے دو۔" صالحہ بیگم نے نیا عذر پیش کیا۔

"جلدی ہے مما! انفیکٹ پہلے ہی بہت دیر ہوچکی ہے مجھے پتا ہے نازش نہیں مانے گی مگر مجھے اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ وہ نہ مانے میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا باقی سب آپ لوگوں نے کرنا ہے"۔

"بھائی..... ایم آر گریٹ....." انا نے نا مانے کیسے سن لیا تھا تقریباً دوڑتی ہوئی آئی تھی اور عمیر کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ کر اس کے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔

"میری بہن خوش ہے.....؟" عمیر نے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔

"بہت زیادہ مما! بھائی بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں نازش بھابھی اور بھائی کی شادی کل ہی ہوجانی چاہیے۔" چائے کی ٹرے ہاتھوں میں تھامے ہوئے وہ بے پروائی سے لاؤنج میں آئی تھی جب انا کے آخری الفاظ کانوں میں پڑے تو ہاتھ کپکپا سے گئے تھے۔

"سنا بھابھی! آپ نے میں تو بہت خوش ہوں..... پاپا چلیے اس خوشی میں رات کا ڈنر باہر کرتے ہیں۔" وہ بہت زیادہ ہی خوش نظر آرہی تھی۔ فہد کی نظریں محسوس کرکے اپنا انداز اسے تھوڑا سا پیچ کرنا پڑا۔

"مت بھولو کہ کل تمہاری منگنی ہے بیٹا؟" صالحہ بیگم کی بات پر وہ یکدم سے حواسوں میں لوٹ آئی تھی۔ نازش ٹرے ٹیبل پر رکھے ہوئے چائے سرو کرنے لگی۔

"یہ فیصلہ اتنی جلدی کیسے کرلیا تم نے؟" صالحہ بیگم کی سوئی ابھی تک وہیں اٹکی تھی جب کہ عمیر چائے کا کپ تھامتے ہوئے دوپٹہ سر پر ڈالے اس نازک سے سراپے میں الجھ کر رہ گیا۔

"تم شاید بھول رہے ہو کہ نازش نبیل کی بیوہ ہے۔" مما نے پھر وہی پرانی لاجک پیش کی تو عمیر کا منہ تک کڑوا ہوگیا تھا۔

"میں کچھ نہیں بھولا مما! میں نازش کو اپنی بیوی بنانا چاہتا ہوں وہ نبیل کی بیوہ ہے نبیل بھائی اس دنیا میں نہیں، تو کیا نازش کو جینے کا حق بھی نہیں، آپ کو نازش کا درد نظر نہیں آتا"۔

"تم جو ہو اس کا درد محسوس کرنے کے لیے۔" وہ روٹھے ہوئے لہجے میں بولیں۔

"ہمارے بیٹے نے جو فیصلہ کیا ہے بیگم! وہ بہت ہی بہتر ہے تم چپ چاپ تیاری شروع کرو کل میرے بیٹے کی شادی ہے۔" پاپا نے بایاں ہاتھ اس کے کندھے پر جمادیا۔

"کاش نبیل زندہ ہوتے تو یہ سب تو نہ ہوتا۔" عمیر اس سے محبت کا دعویدار کیوں ہونے لگا تھا وہ اسے اس دوہری زندگی سے نجات دینا چاہتا تھا یہ کس راہ پر آن رکی تھی زندگی پیرس پر کھڑے ہوئے آنسوؤں پر اختیار ہی نہیں رہا، آنسو بہنے لگے تو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

"آپ سمجھیں اظہر! اگر ہم نے کرن کو اپنی بہو نہ بنایا، تو ہماری اناہ کی شادی فہد سے نہیں ہو پائے گی۔" یکدم ہی صالحہ بیگم کی زبان سے وہ سچ نکلا تھا تکلیف دہ سچ۔

"فہد جیسا داماد ہمیں اور کہاں مل پائے گا ہماری اناہ کی خوشی تو دیکھیے اظہر، عمیر کو سمجھائیں، یہ تو پاگل ہے، سمجھ ہی نہیں رہا ہے۔" وہ روہانسی ہوگئی تھیں دروازے میں قدم رکھتے ہوئے اناہ کے اوپر گویا سکوت طاری ہوگیا تھا عمیر بھی کم حیران نہ تھا۔

"مجھے خود کہا شمشاد نے کہ اگر ہم عمیر کے لئے کرن کا پرپوزل قبول کرلیں تو وہ اناہ کی شادی فہد سے کرے گی۔ کل احمد بھائی صاحب بھی فون پر یہی کہہ رہے تھے۔"

"تو تم نے ہمیں کیوں نہیں بتایا، اکیلے ہی میں اتنا بڑا فیصلہ کرنے چلی تھیں۔" اظہر صاحب غصے میں آگئے۔

"کہاں ہیں شمشاد اور کرن بلاؤ انہیں۔" عمیر اٹھ کر جانے ہی لگا تھا کہ اناہ نے اسے روک دیا۔

"میں بلا کر لاتی ہوں پاپا!" چہرے پر بلا کی سنجیدگی طاری تھی اظہر صاحب تو حیرانی اور پریشانی کی ملی جلی کیفیت میں بیٹھے تھے۔

"فہد احمد! یہی نام ہے نا آپ کا اور یہ آپ کی مما ہیں اور غالباً یہ بہن ہے آپ کو یاد ہے کچھ دنوں پہلے آئی مین یہی کوئی دس پندرہ دن پہلے آپ تینوں ہمارے گھر میں مہمان بن کر آئے تھے اور اب آپ کی کوششیں کیسن بننے کی ہیں ایم آئی رائٹ؟" فہد جو صوفے پر بیٹھا کوئی کتاب پڑھ رہا تھا اناہ کے اس انداز تخاطب پر چونک کر سیدھا ہوا تھا۔

"فہد! آپ مجھ سے شادی نہیں کریں گے تو شاید میں تو کنواری ہی مر جاؤں گی اور کرن صاحبہ آپ..... میرے بھائی سے زبردستی شادی کرکے اگر تمہیں خوشی ملتی ہے تو ضرور کرو مگر عمیر بھائی تم سے شادی نہیں کریں گے اس لیے بہتر ہے، ان کے بارے میں سوچنا چھوڑ دو، اور فہد آپ میرے بارے میں سوچنا چھوڑ دیں..... کیونکہ مجھے کنواری مرنا منظور ہے آپ سے شادی نہیں کرنی مجھے اوکے۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہو اناہ، اجانتی بھی ہو آنٹی کو تمہاری اس بات سے کتنی تکلیف ہوگی۔" نازش جو کہ پیرس کی جانب سے گزر کر اپنے روم میں جا رہی تھی رکی راستے میں دروازہ کھلا دیکھ کر وہیں ٹھہر گئی۔

"بھابھی! آپ دیکھیے یہ وہ شخص ہے جس سے میرے پیرس میری شادی کرنا چاہتے ہیں کیا آپ کو لگتا ہے ایسا بے حس شخص مجھے خوش رکھے گا یہ لوگ سودا کر رہے ہیں بھابھی مجھے اپنی بہو بنا کر میرے پیرس پر احسان کرنا چاہ رہے ہیں آپ جانتی ہیں ان لوگوں کے ارادے ان کا مقصد صرف اور صرف کرن کی شادی بھائی سے کرنا ہے اس لیے مجھے زبردستی فہد سے باندھ رہے ہیں۔"

"اشاپ اٹ اناہ کیا کہہ رہی ہو تم۔" فہد جواب تک سب کچھ چپ چاپ کھڑا سن رہا تھا مزید چپ رہ نہ سکا۔

"کیوں، کیا غلط کہہ دیا میں نے آپ کو مجھ سے کوئی دلچسپی نہیں فہد! میں آپ کو ایسا نہیں سمجھتی تھی اگر آپ مجھے یہ کہہ دیتے کہ آپ لوگوں کا اصل مقصد کیا ہے تو مجھے اتنی تکلیف نہ ہوتی جتنی اب اپنے ماں باپ کو دکھی دیکھ کر ہو رہی ہے۔"

"میں تمہیں صدق دل سے اپنانا چاہتا ہوں اناہ، تم اس بات کو مان کیوں نہیں لیتیں۔"

"فہد بیٹا! یہ کہاں مانے گی اور ایسی کیا غلط بات کہی ہے ہم نے بھلا کہا ہے کہ اگر کرن کی شادی عمیر سے نہیں ہوئی تو اماں، ہماری بہو نہیں بنے گی"۔

"واٹ ... مما آپ نے ایسا کہا کیوں مما کیا آپ میری خوشی نہیں چاہتی ہیں؟"

"ارے بیٹا یہ تو ہماری مجبوری ہے پھر کرن بھی اپنے گھر کی ہو جائے گی تو تمہیں ہی خوشی ہوگی"۔ اماں سے حربہ وہاں رکا نہیں گیا تھا روتے ہوئے تیزی سے اپنی توہین محسوس کر کے وہاں سے وہ نکلی تھی شمشاد بیگم اور کرن نے نفرت سے نازش کی طرف دیکھ کر سر جھٹکا تو اس کا بھی وہاں کھڑے ہونے کا کوئی جواز نہیں بنتا تھا۔

پورے گھر میں دبیز خاموشی کی لہر سی چھا گئی تھی احمد صاحب فہد کے پاپا بھی آ چکے تھے نہ جانے کون کون سے مذاکرات ہو رہے تھے صرف ایک اماں ہی کے رشتے کا مسئلہ نہیں بنتا تھا عمیر کی زندگی کا فیصلہ بھی داؤ پر لگا ہوا تھا اماں شادی سے صاف انکار کر چکی تھی تو فہد نے ہنگامہ کھڑا کر دیا عجیب صورتحال درپیش تھی عمیر الگ پریشان تھا یہ انوکھی بات ہوئی تھی کہ اماں کا پرپوزل بھی دیا تو پہلے کرن اور عمیر کا پرپوزل سامنے رکھ کر، ان کی توہین کر دی گئی عمیر کا دل تو چاہا تھا کہ ان کو بے عزت کر کے گھر سے ہی نکال دے اور نہ جانے کیا کیا سوچا تھا غصے میں مگر آج جو فیصلہ بڑوں نے کرنا تھا وہ یقیناً حتمی اور بالآخر ہونا تھا۔

"میرے سر میں بہت درد ہے چائے تو بنا دو پلیز"۔ عمیر کچن میں آیا تو نازش کام میں مگن تھی تبھی اسے چائے کا کہہ کر خود وہیں رکھی کرسی پر بیٹھ کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگا لی نازش چپ چاپ چائے بنانے لگی۔

یکجا میری سوچ کو وہ ہونے نہیں دیتا
اک شخص مجھے چین سے سونے نہیں دیتا
سوچا تھا کہ بوؤں گا تو پھل پھول اگیں گے
زرداد مجھے بیج وہ بونے نہیں دیتا
بچپن تیرا ممنون ہوں رونے تو دیا ہے
اب دور جوانی ہے کہ رونے نہیں دیتا

عمیر نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر دھیرے دھیرے سے کچھ اشعار پڑھے تھے لہجہ بے حد تھکا ماندہ سا تھا لفظ جیسے اندر کی حالت کے ترجمان بنتا جا رہے تھے۔

"کبھی وہ دن آئے گا نازش! کہ تم میرے سامنے میرے پاس بیٹھی ہو گی اور میں اپنی پریشانی تم سے کہنا چاہوں گا مگر تم میرے کہنے سے پہلے ہی میرے دل کی بات سمجھ لو گی تم بھی مجھ سے یہ کہو گی کہ تمہیں مجھ سے محبت ہے یا کم از کم تم اپنی خاموش محبت ہی مجھ پر نچھاور کرتی رہو گی کیا کبھی ایسا بھی ہوگا"۔ وہ دودھ کیتلی میں ڈالتے ہوئے چونک کر عمیر کی جانب دیکھنے لگی نہ جانے کیوں، مگر اس پل وہ ایسے کہتا ہوا بہت پیارا لگا تھا بہت ہی معصوم، جیسے کوئی معصوم سی ضد کر رہا ہو۔

سوکھے ہونٹ اور پیاسی آنکھیں
صورتِ صحرا کیوں پھرتے ہو؟
اتنی پر رونق بستی میں
اتنے تنہا کیوں پھرتے ہو

نازش نے بس تھوڑی دیر ہی اس کی جانب دیکھا تھا چائے کپ میں انڈیلی اور کپ میز پر رکھ کر خود برتن دھونے لگی۔

سچ کہو۔۔۔ تمہیں میری محبت
میرے لفظ میری سوچ
کے زاویوں سے
وقت کے بیتے دورانیے سے
کوئی بھی سروکار نہیں ہے
کیا تمہیں مجھ سے پیار نہیں ہے
کوئی سپنا سا بنا سچا نہیں لگتا
کیوں تمہیں اعتبار کی منزلیں
بے سبب بدگمان سی
کیے رکھتی ہیں
بے حال سی کیے رکھتی ہیں!!
کہو۔۔۔ تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں
یا کہ مجھ سے پیار نہیں

وہ برتن دھوتے ہوئے یکدم سے بے ساختہ ہوئے کھڑی تھی اس کا لہجہ اس کا انداز۔۔۔
وہ محبتوں کی پرکیف فضاؤں کا مسافر تھا۔
اس کا ساتھ چاہتا تھا۔
وہ کیسے ساتھ چلتی
وہ اسے محبتوں کی دلکش ہواؤں کے سر بجھانے چلا تھا۔ اس کے بدن میں اک نئی راہ ہموار کرنے چلا تھا۔
سوچ کا نیا زاویہ بتانے کا خواہاں تھا۔
وہ کیسے اس رستے پر چل نکلتی۔
انسان تو تھی مگر خود کو جس حصار میں قید کر چکی تھی اس میں سے نکلنا قطعاً آسان نہیں تھا یہ سب بے حد مشکل تھا مگر ناممکن تو نہیں، پھر وہ جب شادی پر کوئی اعتراض کھڑا نہیں کر رہی تھی تو وہ نارش کی طرف سے اقرار نامہ ہی سمجھ لیتا۔
مگر بات صرف یہاں ختم نہیں ہوئی تھی بات تو یہیں سے شروع ہوتی تھی عمیر اس پر زبردستی فیصلہ مسلط نہیں کرنا چاہتا تھا۔
"تم مجھ سے بہت محبت کرتے ہو نا عمیر حمدانی۔۔۔" وہ سامنے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ تو عمیر نے چائے کا سپ لیتے ہوئے چونک کر اس کی جانب دیکھا تھا۔
"تمہیں یقین کیوں نہیں آتا"۔
"عمیر! میں یہ چاہتی ہوں کہ تم مما کی خوشی کے لیے کرن سے شادی کر لو انا، اور فہد بھی خوش رہیں گے اگر تم مجھے خوش دیکھنا چاہتے ہو تو پلیز میری یہ بات مان لو"۔
"دوسروں کی بہت فکر ہے تمہیں، میری پروا کیوں نہیں ہے؟ ایسا فیصلہ کیوں کر رہی ہو، پچھتاؤ گی تم"۔
"تم میری بات مان لو عمیر! سب ٹھیک ہو جائے گا تمہیں کرن بہت خوش رکھے گی وہ اتنی بھی بری نہیں جتنا تم اسے سمجھتے ہو"۔ عمیر نے ذرا کی ذرا اس سنگدل کی جانب دیکھا تھا وہ خود اسے اپنے سے دور کرنا چاہتی تھی۔

عمیر اور اکبر نے کارڈ چھپوا کر قریبی رشتے داروں میں تقسیم کروا دیے تھے ویسے بھی عمیر کے کچھ بزنس پارٹنرز اور دوست بھی تھے جو آتے جاتے راہ میں کوئی خوبصورت جملہ کس دیتا یا پھر پیار بھری نگاہ ڈال دیتا تو وہ خود میں سمٹ کر رہ جاتی۔ شادی کے سارے انتظامات عمیر نے سنبھال رکھے تھے تبھی تو وہ گھر پر بہت کم نظر آتا تھا۔

حالانکہ شادی بہت ہی سادگی سے کی جا رہی تھی، مگر وہ اپنی طرف سے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھنا چاہتا تھا رات میں وہ گھر دلہن کی طرح سجا تھا۔ بھولوں کی بکھری پتیوں نے اس کا استقبال کیا تھا

"آج نازش کو مہندی لگائی جانی تھی وہ پہلے سوٹ میں ہوگی۔"

آج نازش کو عمیر کے نام کی مہندی لگ گئی تھی "وہ ہاتھ کس قدر خوبصورت لگ رہے ہوں گے"۔

سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ نازک سا دلکش و مدہوش سراپا نگاہوں کے سامنے آن ٹھہرا تھا۔

کئی شدت سے اس سراپے کو دیکھنے کو چاہنے لگا تھا۔

"وہ کہاں ہوگی ——؟ کیا سو رہی ہوگی؟ یا اپنے ہاتھوں پر اس کے نام کی مہندی کی خوشبو اپنے وجود میں اتارتے ہوئے مسکرا رہی ہوگی یا وہ ہنستے ہنستے اسے یاد کر رہی ہوگی"۔ کاش کہ وہ اس پل اس کے سامنے بیٹھی ہوتی وہ ان ہاتھوں کو تھام کر چوم لیتا اس دلکش وجود کو اپنے حصار میں مقید کر کے اسے مہندی کی مبارک باد دیتا اسے اپنے ہونے کا یقین دلاتا۔

وہ سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے یکدم رکا تھا بے اختیاری نیچے کچن کی جانب دیکھا تو لائٹ آن ہوئی تھی۔

وہ دھیرے دھیرے سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے چلا آیا۔

تم حسین خواب ہو
تم مہکتا گلاب ہو
تم ہر پل ہر لمحہ خوشبو بن کر
میرے وجود کو سیراب کرو
تم میرے دل کی دہلیز پر
اپنے پیار کا اک جھونکا
وا کرنا
تم مجھے پیار کرو ——
تم میرے جیون میں خوشبوؤں
کے رنگ بھرو
لمحوں کا بھی تو سفر کرو
تم میری جان ہو
میری آن ہو —— میری شان ہو!!

وہ کھانا اوون میں گرم کرنے کے لیے رکھ کر یکدم مڑی تو لمحے بھر کے لیے ساکت رہ گئی۔

وہ آنکھوں میں جذبات کے دیپ جلائے خوشبوؤں کا ہمسفر بنے سامنے موجود تھا۔

عمیر جہانی —— وہ جسے ٹھکراتی آئی تھی۔

جان بوجھ کر تو کر وہ اسے بھول جائے وہ سارے اختیارات سنبھالنے چلا تھا۔

وہ اسے اپنانے چلا تھا۔

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

"عمیر بھائی! ایسا کچھ نہیں کریں گے نازش بھابھی" اناہ نے بالکل صحیح وقت پر اسے ٹوکا تھا۔

"مت جلایا کریں بھابھی جان! بہت بہت مبارک ہو" اناہ نے مٹھائی کی پلیٹ آگے بڑھا دی۔

"کیوں کیا ہوا ہے؟" وہ حیرانی سے پوچھنے لگی۔

"جو ہونا چاہیے تھا یعنی آپ کی اور بھائی کی شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی ہے" عمیر نے بہت تیزی سے کہہ چھوڑی تھی۔

"کیا تم سچ کہہ رہی ہو اناہ؟"

"ریلی بھائی! انکل اور پاپا نے جو فیصلہ کیا ہے وہ بہت خوشی کا باعث بنا ہے سب ہی کے لیے" اناہ کے چہرے پر حقیقی خوشی کے رنگ بکھر رہے تھے اناہ، عمیر کے بازوؤں میں سما گئی عمیر کو کتنی بڑی خوشی ملی تھی، وہ بیان کرنے سے قاصر تھا نازش چپ چاپ بیٹھی رہی۔

"تمہاری اور فہد کی شادی اس بارے میں کیا فیصلہ ہوا؟" نازش کے ذہن میں بس یہی بات کھٹک رہی تھی۔

"ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ عمیر بھائی کی شادی ہو رہی ہو اور میں پیچھے رہ جاؤں" فہد کا مسکراتا ہوا چہرہ برآمد ہوا تو اناہ نے شرم سے یکدم ہی سر جھکا لیا" عمیر کو اس پل اناہ اور فہد کو اکٹھے کھڑے مسکراتے دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی تھی۔ بے اختیار لبوں سے شکر کے الفاظ نکلے تھے۔

"خدا تعالیٰ تم دونوں کو ہمیشہ ہمیشہ خوش رکھے" اور اگلے ہی پل فہد عمیر سے بغلگیر ہوا تھا۔

نازش چپ چاپ کچن کے بیرونی دروازے سے باہر کی طرف بڑھی شاید اب وہاں رکنے کی ہمت نہیں تھی پتا نہیں خوش تھی یا نہیں مگر غم اور دکھ ہرگز نہیں تھا اسے تو خوش ہونا چاہیے تھا عمیر جیسا ہمسفر جو مل رہا تھا کمرے میں آ کر وہ بیڈ پر اوندھی ہو کر لیٹ گئی۔

نہ جانے کتنے ہی پل بیت گئے وہ روتی رہی تھی اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ عمیر کی محبت ایک نیا رنگ اوڑھے خوشی کا نیا سامان کر رہی ہے یہ آنسو تو خوشی کے تھے۔

"وہ اس گھر میں اب عمیر کی بیوی کی حیثیت سے رہے گی اب کوئی طعنہ نہیں دے گا کہ وہ بیوہ ہے اسے جینے کا کوئی حق نہیں" صالحہ بیگم نے اسے پھر سے ایک بار بہو کی حیثیت سے قبول کر لیا تھا کیا وہ صدق دل سے اسے بہو بنانا چاہتی تھیں یا یہ محض انکل کی ہی ضد تھی ابھی ان سوالوں کے جواب اسے نہیں مل پائے تھے تو وہ بے چین سی ہو گئی تھی۔

بڑوں نے جو فیصلہ کیا تھا وہ سب ہی کو منظور تھا عمیر کی شادی نازش سے اور فہد کی شادی اناہ سے کرنے کا فیصلہ بلاشبہ بہت ہی عقلمندانہ تھا۔

صالحہ بیگم اور عمیر حمدانی کی خوشی قابل دید تھی نازش کے سر پر ہاتھ رکھ کر انہوں نے نہ صرف عمیر کو خوشی دی تھی بلکہ اسے اپنی بیٹی کا ایک بار پھر سے درجہ دے کر اس کی زندگی میں بہاروں کا سفر بھر دیا تھا۔

شمشاد بیگم نہ چاہتے ہوئے بھی چپ تھیں احمد صاحب نے انہیں سمجھا دیا۔

"زبردستی کے رشتے کبھی بھی کامیاب نہیں ہوا کرتے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ایک طرف سے دو لوگوں کو خوشی خوشی بندھن میں جوڑا جائے تو ساتھ ہی ایک ناپسندیدہ بندھن بھی بندھ جائے پھر رشتے اور جوڑیاں تو آسمانوں پر بنا کرتے ہیں" پھر شادی کے ہنگامے پوری طرح سے شروع ہوئے ارادہ تو عمیر اور نازش کے نکاح کرنے کا تھا پھر اناہ اور فہد کی منگنی بھی تھی شمشاد اور صالحہ زبردستی نازش اور اناہ کو شاپنگ پر لے گئیں تھیں نازش کے لیے ایکسٹرا ایکسٹری کا بے حد قیمتی لہنگا خریدا گیا جو کہ اناہ کی پسند کا تھا کچھ دن اسی طرح سے شاپنگ میں گزرے۔

وہ محبتوں میں چور چور تھا۔ جب کہ نازش وہ شرمندہ تھی بے بسی کا لبادہ اوڑھے بس پلکیں جھکا گئی۔

وہ چلتا ہوا آہستہ آہستہ سامنے آن رکا تو نازش یکدم سے کیبنٹ سے لگ کر کھڑی ہوگئی مہندی ہاتھوں پر بہت ہی خوبصورت رنگ میں موجود تھی۔

"ہاتھ دکھاؤ اپنے۔" عمیر نے ہاتھ آگے کیا تو نازش نے دونوں ہاتھ جلدی سے آگے کر دیئے مبادا وہ دیکھ اور ہی نہ کہہ دے سبز اور زرد سوٹ میں بالوں کی ڈھیلی ڈھالی سی چٹیا بنائے وہ بے حد معصوم لگ رہی تھی عمیر نے ان دونوں ہاتھوں کو ہر ہر زاویے سے دیکھا تھا ہر ہر طرح سے تھاما تھا پھر ان ہاتھوں کو لبوں تک لے جا کر اسے دیکھا تو وہ گھبرا گئی۔

"اتنا تو حق ہے نا میرا۔" بے اختیاری میں ان مہندی لگے ہاتھوں کو چوما۔

"تم جانتی ہو نازش! میں کتنا خوش ہوں صرف دو دن اور پھر تم میرے ساتھ میرے پاس ہوگی میں ہر ہر طرح سے اپنی محبت کا یقین دلاؤں گا تمہیں اتنا پیار دوں گا کہ تمہیں اپنی قسمت پر رشک ہوگا تم بھول جاؤ گی کہ کبھی تمہاری زندگی میں کوئی دکھ آیا تھا۔" وہ بے خودی میں اس کی جانب دیکھتے ہوئے بہت کچھ کہہ گیا تھا اسی پل نازش کی پلکوں سے اشک بہہ نکلے تھے۔

عمیر کا ہاتھ اس کے چہرے پر آن ٹھہرا تھا

"تم نہیں روؤ گی کبھی بھی نہیں۔" اس نے آنسو پونچھ دیے۔

"محبت نصیبوں والوں کو ملا کرتی ہے نازش! اور میں بہت خوش نصیب ہوں کہ مجھے میری محبت مل گئی ہے۔" وہ بہت ہی خوبصورت انداز میں مسکرایا تھا۔

"کھانا کھائیں گے آپ؟" وہ اوون سے رائس اور سالن نکال کر ڈائننگ ٹیبل پر رکھنے لگی۔

"ضرور اگر تم اپنے ان پیارے پیارے خوبصورت ہاتھوں سے کھلاؤ گی۔"

"ورنہ نہیں کھائیں گے؟" نازش نے بہت ہی معصومیت سے کہہ کر فریج سے پانی نکالا تو عمیر کا زوردار قہقہہ برآمد ہوا۔

"تم مجھے جب اپنے ہاتھوں کی بنی ہوئی چیزیں کھلاؤ گی تو میں تمہارے ہاتھ چوما کروں گا۔" وہ اپنی ہی دھن میں تھا۔

"تم اپنے ہاتھوں سے میرے کام کرو گی تو میں تمہارے ہاتھ دبایا کروں گا۔"

"عمیر! ایسا مت کہیں، مجھے شرمندگی ہوتی ہے۔" وہ یکدم سے اس کی جانب دیکھ کر کہنے لگی۔

"آپ نہیں جانتے عمیر! آپ نے مجھ پر کتنا بڑا احسان کیا ہے میں اس قابل نہیں ہوں، میں اگر ساری عمر بھی آپ کی خدمت کروں تو یہ بہت کم ہوگا مجھے معاف کر دیں عمیر! اگر آپ کو میری وجہ سے کبھی کچھ برا محسوس ہوا ہو تو۔"

"تم اب میری ہو مجھے گزرے وقت سے کوئی سروکار نہیں۔" وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا۔

"بس اتنی سی گزارش ہے کہ ہمیشہ مجھ پر بھروسہ رکھنا میری محبتوں کا فائدہ اٹھانا کیوں کہ میری محبتیں صرف تمہارے لیے ہی ہوں گی۔" چہرے پر عمیر کا وزنی ہاتھ آن ٹھہرا تھا۔

"میں آپ پر قربان جاؤں عمیر! آپ کو اتنی خوشیاں ملیں کہ کبھی غم آپ کے قریب نہ آئے۔" دل سے بے اختیار دعا نکلی تھی اگلے ہی لمحے وہ روتی ہوئی عمیر کے حصار میں تھی۔

دیار نور میں تیرہ شبوں کا ساتھی ہو
کوئی تو ہو جو میری وحشتوں کا ساتھی ہو
میں اس سے جھوٹ بھی بولوں وہ مجھ سے سچ بولے
میرے مزاج کے سبھی موسموں کا ساتھی ہو

پھر وہ دن بھی آن پہنچا جب نازش دلہن بنی ہوئی عمیر حمدانی کے پہلو میں بیٹھی تھی۔

صالحہ بیگم اور اظہر حمدانی سب ہی لوگ بے حد خوش و خرم تھے۔ اس چاندی جوڑی کو سراہ رہے تھے سارے کے سارے خوشی خوشی چلے گئے تھے۔

خوشیاں دھیرے دھیرے حمدانی ہاؤس کی در و دیوار پر بکھرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔

"چلو اب میری بیٹی کو بھی تو انگوٹھی پہناؤ۔" شمشاد نے فہد سے کہا جو کہ تھری پیس سوٹ میں بہت دلکش لگ رہا تھا نازش کے ساتھ ساتھ اناہ کو بھی پارلر ہی سے تیار کروایا گیا تھا

ایک صوفے پر نازش اور عمیر بیٹھے تھے جب کہ دوسرے پر اناہ کے ساتھ فہد کو بٹھا کر منگنی کی رسم ادا کی گئی تو ہر طرف تالیوں کا شور گونج اٹھا تھا۔

"خدا تعالیٰ جوڑی سلامت رکھے۔" شمشاد بیگم نے دعا دی تو احمد حمدانی نے ہزار ہزار کے کچھ نوٹ اناہ کے ہاتھ پر رکھ دیے۔

"تم اناہ سے زیادہ پیاری لگ رہی ہو یقین مان لو۔" عمیر نے نازش کے کان میں سرگوشی کی تو اس نے اناہ کو دیکھتے دیکھتے بلکہ ہی عمیر کو دیکھا تھا۔

"فہد آپ سے زیادہ پیارا نہیں لگ رہا آپ بھی اس بات کو تسلیم کر لیں۔" عمیر کا قہقہہ برآمد ہوا۔

"مجھ سے پیار کرو گی نا..... میرا خیال رکھو گی نا۔" عمیر اسے مسلسل سر جھکانے پر مجبور کیے دے رہا تھا خوشی کا اک پاجامہ آہستہ سے چلا تھا محبت جیت گئی تھی دونوں طرف سے خوشبوؤں نے اپنی مہکار سے حمدانی ہاؤس میں قدم جما لیے تھے صالحہ بیگم اپنے بیٹے اور بیٹی کو خوش دیکھ کر خوش تھیں شاید یہ خوشی نازش کی وجہ سے تھی کیونکہ انہوں نے نازش پر احسان کیا تھا اس کا حق دے کر عمیر کی محبت اسے لٹا کر۔

کسی کو خوشی دینے سے خوشیاں کم نہیں ہو جاتیں، دو دلوں کو ملا دینے سے محبت اگر جیت جاتی ہے تو ہر رشتہ جیت جاتا ہے ہر طرح سے۔

اگر انہی رشتے ناطوں کے آڑے..... کچھ اہم رشتے داؤ پر لگ جائیں تو خوشیاں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے روٹھ جاتی ہیں۔

اکثر اوقات بڑے جو فیصلہ کرتے ہیں وہ ٹھیک ہوتا ہے کیونکہ ان کے تجربات انہیں غلط فیصلہ کرنے سے روکے رکھتے ہیں مگر جب بات محبت کو داؤ پر لگانے کی آئے جب فیصلہ دو دلوں کا ہو..... جب ملن کا نیا رستہ نکلتا ہو ایسے میں تھوڑی سی لاپرواہی..... تھوڑی سی بھول دو دلوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ملنے سے روک دیتی ہے

اگر اظہر حمدانی اور حمدانی یہ فیصلہ نہ کرتے تو شاید عمیر کبھی بھی کرن کے ساتھ خوش نہ رہ پاتا اور اناہ اپنے اس رشتے کو اس طرح سے خوشی خوشی قبول نہ کر پاتی، جیسے کہ اس نے اب کیا تھا۔

محبت کا سفر ضروری ہے

ملن ضروری ہے۔

لمحوں اور وقتوں کی آزمائش جیسے بھی ہو۔

کڑے امتحان میں سائبان بننا ضروری ہے۔

محبت دھنک کے خوش کن رنگوں میں بکھر جائے..... محبت کو پھیلانا ضروری ہے۔

محبت ہونا ضروری ہے..... محبت بکھیرنا ضروری ہے!!!

======ختم شد======